ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اگست ۱۹۸۷ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مضبوط ہو جاتا ہے اور صبر کرنے والوں کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لازماً فتحیاب ہوں گے۔

اِس کے بعد حضور نے حضرت اقدس بانیٔ سِلسلہ عالیہ احمدیہ کا وہ اقتباس پیش فرمایا جس میں حضور نے ابتلاء کا فلسفہ بیان فرمایا ہے۔

فرمایا: یہ ابتلاء جو اوائل حال میں انبیاء اور اولیاء پر نازل ہوتا ہے اور باوجود عزیز ہونے کے ذِلّت کی صورت میں ان کو ظاہر کرتا ہے اور باوجود مقبول ہونے کے کچھ مردود سے کر کے اُن کو دکھاتا ہے یہ ابتلاء اِس لئے نازل نہیں ہوتا کہ ان کو ذلیل اور خوار اور تباہ کرے یا صفحۂ عالَم سے اِن کا نام و نشان مٹا دیوے۔ چونکہ یہ تو ہرگز ممکن ہی نہیں کہ خدا وند عزّوجلّ اپنے پیار کرنے والوں سے دشمنی کرنے لگے اور اپنے سچے اور وفادار عاشقوں کو ذلّت کے ساتھ ہلاک کر ڈالے بلکہ حقیقت میں وہ ابتلاء کو جو شیر ببر کی طرح اور سخت تاریکی کی مانند نازل ہوتا ہے اِس لئے نازل ہوتا ہے کہ تا اس برگذیدہ قوم کو قبولیّت کے بلند مینار تک پہنچا دے اور الٰہی معارف کے باریک دقیقے اُن کو سکھلا وے۔

حضور نے فرمایا: خدا ابتلاء کے ذریعہ اپنے بندوں کو قبولیّت کے بلند مینار تک اِس طرح پہنچاتا ہے کہ جب وہ خدا کے نام پر طرح طرح کی مصائب کی چکّی میں پیسے جاتے ہیں ہر طرح سے دُکھ اُٹھاتے ہیں اور وفا پر مضبوطی سے قائم ہوتے ہیں اور آخر وقت تک وہ خدا کا دامن نہیں چھوڑتے تو ان پر خدا کے فضل کا ایسا استحقاق ہو جاتا ہے جو دوسروں کو بھی نظر آنے لگتا ہے اور ان کی قبولیّت خود ان پر بھی ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے لوگ بھی جان لیتے ہیں کہ یہ خدا کے مقبول بندے ہیں اور دُور دُور سے ان کی مقبولیّت دُنیا کو دکھائی دینے لگتی ہے۔

فرمایا: اس محاورے میں ان کی شان کا بھی اظہار ہے اور ان کی شان کے ظاہر ہونے کا بھی اظہار ہے۔ پھر وہ چھپے ہوئے مقبول نہیں رہتے بلکہ دُور دُور تک ان کی قبولیّت کی شہرت پھیلتی ہے ان کے حق میں ایسے واقعات رُونما ہوتے ہیں جن کی وجہ سے قومیں دُور دُور سے ان کی مقبولیّت اور فتح کے گیت گانے لگ جاتی ہیں۔

فرمایا: یہ جو حضرت اقدس بانیٔ سِلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ الٰہی معارف کے باریک دقیقے اُن کو سکھا دے۔ ابتلاء کے دَور کا معارف سیکھنے کے ساتھ جو تعلق ہے یہ ایسی بات نہیں ہے جو کسی عام شخص کو معلوم ہو سکے۔ کوئی دُنیاوی عقل اور دُنیاوی علم رکھنے والا ایسی بات کر ہی نہیں سکتا۔ یہ وہ خاص مقامات ہیں جہاں سے حضرت بانیٔ سِلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت ایک پہاڑی چشمے کی طرح خود بخود پھوٹتی دکھائی دیتی ہے۔ یہ بات صرف صاحبِ عرفان ہی بیان کر سکتا

ہے۔

حضور نے فرمایا امرِ واقعہ یہ ہے کہ اِس وقت جو جماعت ابتلاء کے دَور میں سے گذر رہی ہے اس پر عرفان کی بارش نازل ہو رہی ہے۔ وہ لوگ جو مصیبتوں میں سے گذرتے ہیں اس وقت جو خط لکھتے ہیں ان میں سے اس قدر معارف ظاہر ہوتے ہیں کہ وہی لوگ جب عام حالات میں خط لکھتے تھے اُن خطوں اور اِن خطوں کے درمیان کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔ معمولی اَن پڑھ لوگ ایسے ایسے معرفت کے نکتے سمجھ جاتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے لیکن ظاہری طور پر اس کا اس سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ خوف کے وقت تو کسی اَور چیز کی ہوش ہی نہیں ہوتی اپنے جسم کی اپنے عزیزوں کی اپنی جان کی اپنے مال کی انہی چیزوں کی فکر ہوتی ہے اس وقت معرفت کے نکتے سیکھنے کا کونسا وقت ہوتا ہے؟ لیکن حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حقیقتاً عارف باللہ تھے۔ آپ کو خدا نے یہ عرفان عطا فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ "اِبتلاء اِس لئے ہوتا ہے کہ معرفت کے باریک در باریک نکتے سکھائے جائیں۔" فرمایا اِس وقت بعینہٖ یہی واقعہ رُونما ہو رہا ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اقتباس کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا یہی سُنّت اللہ ہے جو قدیم سے اپنے پیارے بندوں کے ساتھ استعمال کرتا چلا آیا ہے۔ پھر فرمایا زبور میں حضرت داؤدؑ کے ابتدائی حالت میں عاجزانہ نعرے اس سُنّت کو ظاہر کرتے ہیں اور انجیل میں آزمائش کے وقت حضرت مسیحؑ کی غریبانہ تضرعات اسی عادت اللہ پر دال ہیں۔

اِس کی تشریح بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا یہاں عاجزانہ اور غریبانہ کے الفاظ کے ساتھ ایک مضمون باندھا ہے۔

فرمایا: دیکھو داؤد علیہ السلام کی ابتدائی حالت میں جو زبور میں ان کے گیت ہمیں ملتے ہیں اُن میں عاجزانہ نعرے پائے جاتے ہیں اور حضرت مسیحؑ کے اُس ابتلاء کے دَور میں اُن کی تضرعات میں ایک غریبانہ رنگ پایا جاتا ہے۔ اگرچہ خدا کے انبیاء عاجز ہی ہوتے ہیں اور غریب ہی ہوتے ہیں مگر ابتلاء کے وقت میں اپنے عجز اور غربت پر اُن سے بڑھ کر کون واقف ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے ان کی عاجزی اور غربت ایک نظریاتی دائرے سے تعلق رکھتی ہے لیکن جب ابتلاء کے دَور میں سے وہ گذرتے ہیں تو جانتے ہیں کہ ہم واقعتہً غریب ہیں۔ خوب پہچان لیتے ہیں کہ ہم واقعتہً عاجز ہیں۔ خدا کے سوا کوئی طاقت نہیں ہے جو ہمیں بچا سکے۔ اس وقت ان کی جو کیفیت ہوتی ہے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ عاجزانہ نعرے ان کا نشان بن جایا کرتے ہیں۔

فرمایا: لفظ نعرے فصاحت و بلاغت کا کرشمہ ہے۔ نعرے کے ساتھ تو فتح کا مضمون باندھا جاتا ہے عجز کے ساتھ نعرہ کیسا؟ لیکن وہ لوگ جانتے ہیں جو حقیقی ملنگ ہوتے ہیں۔ وہ ملنگی اور غربت میں نعرے لگایا کرتے ہیں۔ نعرہ نشان ہے فتح کا اور نعرہ نشان ہے کامل فتح کا اور کامل یقین کا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حضرت داؤدؑ کو عملاً یہ خراجِ تحسین پیش فرما دیا کہ ایک چھوٹے سے لفظ کی ایزادی کے ساتھ کہ وہ ابتدائی حالت میں جو انتہائی کمزوری کی حالت تھی اُس وقت بھی عاجزانہ نعرے لگایا کرتے تھے۔ عجز کے اندر ایک تکبیر کا معنیٰ بھی تھا کہ ہم عاجز ہیں۔ کچھ بھی نہیں خدا کے سوا۔ لیکن اس میں عظمت ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر مسیح کے لئے غریبانہ تضرّعات کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ یہ فرق اس لئے کر کے دکھایا کہ حضرت داؤدؑ کو اپنی زندگی میں کامل غلبہ نصیب ہوا تھا اور ان کی فتح کا زمانہ بہت دُور نہیں تھا اس لئے ان کو زیبا تھا کہ عجز کے ساتھ نعرے بھی لگائیں لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ ایک لمبی غربت کا دور وابستہ کیا گیا تھا۔ نسلاً بعد نسلٍ آپ کو ابتلاء میں سے گزرنا تھا اس لئے حضرت اقدس نے آپ کے لئے غریبانہ تضرعات کا محاورہ استعمال فرمایا۔

پھر حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں "اور قرآن شریف اور احادیث ابتہالات نبویہ میں جنابِ فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت سے ملی ہوئی اسی قانونِ قدرت کی تشریح کرتی ہیں"

فرمایا: یہ الفاظ بھی بہت ہی معنی خیز ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے آپ نے استعمال فرمائے۔ عبودیت میں آپ کی کامل تسلیم اور رضا کا مضمون باندھ دیا۔ آپ کی عاجزی اور گریہ وزاری میں طلب کا مضمون اتنا نہیں تھا جتنا غلامی کا مضمون تھا کہ ہم تیرے ہیں۔ تیرے ہی ہو چکے ہیں اس لئے جس حال میں بھی تو ہمیں رکھے گا ہم فتح مند ہی فتح مند ہیں۔ چونکہ فتح عبودیت سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ جنگِ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عبودیت کے ساتھ گہرے عشق کا اظہار ہوتا ہے۔

پھر حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اقتباس کو جاری رکھتے ہوئے حضور نے بتایا کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ اگر یہ ابتلاء درمیان میں نہ ہوتا تو انبیاء اور اولیاء ان مدارجِ عالیہ کو ہرگز نہ پا سکتے کہ جو ابتلاء کی برکت سے انہوں نے پائے۔ ابتلاء میں ان کی کامل وفاداری اور مستقل ارادے اور جانفشانی کی عادت پر مُہر لگا دی اور ثابت کر دکھایا کہ وہ آزمائش کے زلازل کے وقت کس اعلیٰ درجے کا استقلال رکھتے ہیں اور کیسے سچے وفادار اور عاشقِ صادق ہیں کہ اُن پر آندھیاں چلیں اور سخت تاریکیاں اُن پر آئیں اور بڑے بڑے زلزلے ان پر وارد ہوئے اور وہ ذلیل کئے گئے اور جھوٹے اور مکاروں

اور بے عزّتوں میں شمار کئے گئے اور اکیلے اور تنہا چھوڑے گئے یہاں تک کہ ربّانی مددوں نے بھی جن کا ان کو بڑا بھروسہ تھا کچھ مدّت تک مُنہ چھپا لیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی مربّیانہ عادت کو یکبارگی کچھ ایسا بدل دیا جیسے کوئی سخت ناراض ہوتا ہے اور ایسا انہیں تنگی اور تکلیف میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ سخت موردِ غضب ہیں اور اپنے تئیں ایسا خشک سا دکھایا کہ گویا وہ ان پر ذرا مہربان نہیں اور ان کے دشمنوں پر مہربان ہے۔

فرمایا: یہ واقعات بھی روزمرّہ کی زندگی میں گزرتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ بعض دفعہ پیار میں ایسا ہوا کرتا ہے۔ مائیں بعض دفعہ مُنہ بسور کر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتی ہیں اور وہ لاڈ ہو رہا ہوتا ہے۔ کوئی ناراضگی نہیں ہوتی۔ یہ چند لمحوں کی ناراضگی ہوتی ہے لیکن بلند رشتوں اور تعلّقات میں بعض دفعہ یہ آزمائش لمبے عرصہ تک پھیل جاتی ہے لیکن اس کے بعد جو محبّت کا پھل محبّت کرنے والوں کو نصیب ہوتا ہے وہ پہلے سے بہت ہی اچھی حالت میں ان کو لے جاتا ہے۔

فرمایا: یہ واقعات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی میں رُونما نہیں ہوئے بلکہ آج کے زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں ہیں۔ ایسے حالات میں کیا کرنا چاہیئے؟ اِس سلسلہ میں حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود کا ایک اور حوالہ پیش فرماتے ہوئے بیان کیا جس میں یہ ذکر ہے کہ ایسے حالات میں تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل بھی مقبول نہیں۔ تقویٰ کے حصول کا ذریعہ یہ بیان فرمایا کہ گندہ خیال جو دِل میں پیدا ہو اس کو اسی وقت پکڑو اور اسے غور کی نظر سے دیکھو اور جو گندہ حصّہ ہے اس کو کاٹ دو۔

یہ حوالہ تفصیل کے ساتھ پیش کرنے کے بعد حضور نے فرمایا میں امّید رکھتا ہوں کہ جماعت اِس ابتلاء کے دَور سے اِس قسم کے فائدے اُٹھائے گی جو حضرت اقدس مسیح موعود نے ان اقتباسات میں بیان فرمائے ہیں۔ یہ فائدے ہماری جھولیوں میں باقی رہنے والے فائدے ہیں۔ یہ فائدے ہیں جو اس دُنیا میں ہمارا ساتھ دیں گے بلکہ ہماری نسلوں پر نیک اثر ڈالیں گے۔ نسلاً بعد نسلٍ یہ چیزیں جو ہم اِس ابتلاء کے دَور سے سیکھیں گے ہماری اولاد کو ورثے میں ملتی چلی جائیں گی اور پھر ہماری بھی اور ان کی بھی دوسری زندگی میں کام آنے والی چیزیں ہیں۔ وقتی طور پر ابتلاء آتے ہیں اور گزر بھی جاتے ہیں اور وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ابتلاء کے بعد فتح ہی ہماری جزاء ہے وہ کم فہم لوگ ہیں ان کو معلوم نہیں کہ وہ جزاء نہیں ہوا کرتی۔ جزاء ایک لمبی اور باقی رہنے والی چیز ہوا کرتی ہے۔ ہماری قربانیوں کا یہ ماحصل ہے جو حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا ہے کہ اِس دَور میں ہم تقویٰ کی حالتیں مضبوط

کر لیں اپنی کمزوریوں کو دُور کر لیں اور کوشش کرتے رہیں کہ خدا کی مقبولیت کے بلند مقام پر فائز ہوں یہ ایسی فتح ہے جسے دُنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ جولائی ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضورِ انور نے جماعتِ احمدیہ کے مالی سال جو ۳۰ جون ۱۹۸۷ء کو ختم ہؤا ہے کی کارکردگی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مالی سال دُنیا میں ہر جگہ جماعت کے لئے کافی آزمائش کا سال تھا۔ چونکہ بہت سے دوسرے ایسے چندے تھے جن کا عام چندوں کے علاوہ جماعت کے کندھوں پر مقدس بوجھ پڑا اور اس کی وجہ سے خطرہ یہ تھا کہ جماعت اپنا باقاعدہ ماہانہ چندہ اس ذمہ داری سے ادا نہیں کر سکے گی جیسے پہلے کرتی رہی ہے۔ خصوصیّت سے اِس لئے کہ صد سالہ جوبلی کے قُرب کی وجہ سے یہ دوہرا خطرہ تھا کہ بہت سی جماعتیں چونکہ اس چندے میں پیچھے رہ گئی ہیں اور اس کا غیر معمولی بوجھ ہے۔ پاکستان میں خصوصیّت سے یہ زیادہ آزمائش کا سال تھا کہ پاکستان میں غیر معمولی حالات کی وجہ سے جماعت کے افراد کی اقتصادیات پر اثر پڑا ہے۔ ذہنی پریشانیوں کے نتیجہ میں تجارتوں اور کاروبار میں یکسوئی سے کام نہیں ہو سکتا۔ پھر سینکڑوں ایسے افراد ہیں جن کو کلمۂ شہادت پڑھنے کے جُرم میں قید کیا گیا اور ایسی حالت میں ان کو قید کیا کہ پیچھے ان کی فصلیں اُٹھانے والا کوئی نہیں تھا۔ انکے کام سنبھالنے والا کوئی نہیں تھا اِس لئے ان کو غیر معمولی نقصان پہنچا۔ اِس لحاظ سے جماعتِ احمدیہ پاکستان کے لئے یہ غیر معمولی آزمائش کا سال تھا۔ ایک اَور پہلو سے اِس لئے بھی کہ اگرچہ جوبلی کے چندے میں بیرونِ پاکستان اور اندرونِ پاکستان اِس سال کے آغاز پر کم و بیش ادائیگی کی ایک ہی نسبت تھی لیکن بیرونِ پاکستان اِس چندے پر پاکستان کی نسبت بہت کم توجہ دی گئی تھی یہاں تک کہ پاکستان اِس چندے میں اِس سال تمام دُنیا کی جماعتوں میں سب سے آگے بڑھ گیا ہے۔

حضور نے فرمایا اِس خطرے کے پیشِ نظر بعض دوستوں نے اور خاص طور پر ناظر صاحب مال نے بڑی بیقراری سے توجہ دلائی تو مَیں نے ان کو کہا کہ اِس سال بھی ہو جائے گا جو تم سمجھتے ہو کہ نہیں ہو گا۔ وجہ یہ ہے کہ پہلے بھی انسانی کوششوں سے نہیں ہوتا رہا پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت سے ہوتا رہا ہے۔ اگر ہم یہ سمجھیں کہ سب کچھ ہماری کوششوں سے ہی ہو رہا ہے تو دُنیا میں اِتنا عظیم مالی نظام چلانا اِتنی غریب جماعت کے لئے اور پھر ہر سال قدم آگے بڑھانا یہ ناممکن ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اِس وقت عرب دُنیا میں کثرت سے ایسے لوگ ہیں جن میں سے

اگر چاہے تو ایک ایک تمام جماعت کے تمام چندوں سے بڑھ کر خدمتِ دین میں خرچ کر سکتا ہے اور سال میں ایک دفعہ نہیں بلکہ ہر مہینے اور بلکہ ہر ہفتے اتنا خرچ کر سکتا ہے کہ پھر بھی اس کو فرق نہ پڑے۔ اِسلئے ایک عالمگیر غریب جماعت کے لئے اتنی عظیم مالی قربانی کو ہمّت اور وفا کے ساتھ جاری رکھنا ایک بہت بڑی چیز ہے اور بوجھ اِتنا زیادہ محسوس ہوتا ہے کہ اگر ایک انسان پورا ایمان نہ رکھتا ہو تو اس کا دل ڈول جائے گا کہ اب تو ادائیگی ہماری استعداد سے باہر چلی گئی ہے اِس کے باوجود خدا نے فضل فرمایا کہ کل جو پاکستان سے بذریعہ فون اطلاع ملی ہے اس کے مطابق خدا کے فضل سے پاکستان نے سابقہ روایات کو قائم رکھا ہے اور ہمیشہ کی طرح وعدوں سے آگے قدم بڑھایا ہے پیچھے نہیں ہٹے۔ اِس لئے ایک تو یہ خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کا مقام ہے جتنا بھی خدا کا شکر ادا کیا جائے اتنا کم، اور جتنا زیادہ شکر کیا جائے اتنا وہ زیادہ عطا کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔

فرمایا: مومن کی یہ شان ہے کہ وہ جذبۂ احسان مندی کے تابع شکر ادا کرتا ہے۔ اس کی نیّت یہ نہیں ہوتی کہ زیادہ ملے گا لیکن خدا تعالیٰ کا شکر خواہ کسی نیّت سے بھی کیا جائے خدا ایک ایسا موتی ہے جو عطا کے لئے بہانے ڈھونڈتا ہے اِس لئے اس نے عطا پھر بھی کرنا ہی کرنا ہے اور اِسی سال اس کے مَیں نے کثرت سے نظّارے دیکھے ہیں۔

فرمایا: جماعتِ احمدیہ کے مختلف ممالک میں مختلف حالات ہیں۔ بعض جگہ کثرت سے دوستوں کو پریشانیاں بھی ہیں اور پھر ان کے حالات میں اُونچ نیچ آتا رہتا ہے۔ کسی اچھے وقت میں زیادہ وعدہ کر بیٹھے۔ جوش ہے، محبّت ہے، اِس امید پر کہ اچھے دن جاری رہیں گے اور کچھ دن کے بعد نوکری نہیں ملتی۔ کوئی اَور جو ذریعہ معاش تھا وہ ہاتھ سے جاتا رہتا ہے لیکن باقی ساری باتیں بھول گئے مگر چندے کا بوجھ سب سے اُوپر رہا اور سب سے زیادہ اِس فکر میں غلطاں ہو گئے کہ اب چندہ کِس طرح ادا کریں گے۔ چنانچہ جُوں جُوں مالی سال اختتام کو پہنچ رہا ہوتا ہے ایسے ہی لوگوں کے خط بھی آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ اتنے ہمارے مہینے باقی رہ گئے ہیں اور ابھی تک چندے کی ادائیگی کا کوئی انتظام نہیں۔

فرمایا: پھر ایسے خط آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ کس طرح حیرت انگیز طور پر اللہ تعالےٰ نے اِنتظام فرمایا اور صرف انتظام ہی نہیں فرمایا بلکہ ان کے زائد بوجھ بھی اُتار دیئے۔ جو کچھ خدا کے حضور انہوں نے پیش کیا اس سے بھی زیادہ خدا تعالیٰ نے عطا فرما دیا اور جو پہلا پیش کیا

وہ بھی خدا کے فضل سے ہی پیش کیا ورنہ ان کے پاس کوئی انتظام نہیں تھا۔ ایسے حیرت انگیز سلوک اللہ تعالیٰ ساری دُنیا میں خدا کی خاطر مالی قربانی کرنے والی جماعت سے اور جماعت کے افراد سے کر رہا ہے کہ اس کے بعد کسی وہم، کسی شک کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی کہ ہم کوئی بے سہارا جماعت ہیں۔ ہمارا کوئی مولا نہیں ہے۔ ہمارا ایک ایسا مولا ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر ہماری حفاظت کرتا ہے۔ ہمارا ایک ایسا مولا ہے جو لمحہ لمحہ اپنے قُرب کا اِحساس دلاتا چلا جاتا ہے اور اس کے قُرب کے جلوے مختلف شکلوں میں احبابِ جماعت پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ پس اِس سال کی جو کامیابی ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہوئی اور چونکہ بعض جماعتوں نے دوسری جماعتوں کی نسبت زیادہ قربانی سے کام لیا ہے اِس لئے ساری دُنیا کی جماعتوں کا فرض ہے کہ ان کو خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھیں۔ سب سے زیادہ تکلیف بھی راہِ خدا میں اِس وقت پاکستان کے احمدی اُٹھا رہے ہیں اور سب سے زیادہ قربانیوں میں بھی پاکستان کے احمدی اِس وقت آگے بڑھ چکے ہیں اِس لئے ان کا حق ہے کہ سب سے زیادہ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور اگر آپ ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے تو اللہ کے فرشتے آپ کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے چونکہ رُوحانی دنیا کا یہی وہ دستور العمل ہے جس کی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے۔ اگر اپنے بھائی کے لئے کوئی فکر سے دُعا کرتا ہے، خلوص اور محبّت کے ساتھ، تو ویسے ہی اس پر آسمان دعائیں کر رہا ہوتا ہے اور خدا فرماتا ہے کہ اس کا اجر خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اِس طریق پر جو بھی دعائیں ہم اپنے بھائیوں کے لئے کریں گے وہ ہماری طرف واپس لوٹیں گے اور خدا کے نظام سے ٹکرا کر جو چیزیں لوٹا کرتی ہیں تو یاد رکھیں وہ کم ہو کر نہیں لوٹا کرتیں وہ ہمیشہ بڑھ کر لوٹا کرتی ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے بھی دعا کریں اور بیرونی جماعتوں کے لئے بھی۔

حضور نے صد سالہ جوبلی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ تقریباً گذشتہ چودہ پندرہ سالوں میں ابھی بیرونی جماعتوں کا چندہ تقریباً ساٹھ فیصدی سے زیادہ نہیں ہوا اِس لئے اس چندے کی طرف خصوصیّت سے توجہ دینے کا وقت ہے۔ چونکہ آج کے سال اور جوبلی کے سال کے درمیان وقت ہی کوئی نہیں رہا۔ سارے جو پروگرام بنائے جا رہے ہیں اب ان پر عمل درآمد کا وقت ہے اور وہ تیزی سے اخراجات کا مطالبہ کر رہے ہیں اگر اب تاخیر کر دی گئی تو خطرہ ہے کہ وقت پر ہم ان کاموں کو ختم نہیں کر سکیں گے۔

اِس لئے دعا کریں اور حوصلہ کریں۔ پاکستان کے حالات مَیں نے اِس لئے بتائے ہیں تاکہ آپکے اندر حوصلہ اور توکّل پیدا ہو۔ اگر آپ اخلاص کے ساتھ یہ نیّت کر لیں کہ ہم نے تمام بقائے ادا کر دینے

ہیں اور دعا کریں اور اخلاص کے ساتھ اپنے دل کو اس خیال سے باندھ لیں تو باقی سارے کام خدا کی تقدیر کرے گی اور بالآخر جب آپ سب ادائیگیوں سے فارغ ہوں گے تو مالی لحاظ سے پہلے سے زیادہ بہتر ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں کو کبھی بھی خالی ہاتھ نہیں رہنے دیتا۔

فرمایا: اللہ کرے کہ جماعت جو اس وقت ایک نشان بنی ہوئی ہے مالی قربانی کے لحاظ سے اس کا یہ اعجاز ہر حال میں، ہر صورت میں چاہے خزاں کے دن ہوں خواہ بہار کے دن ہوں ہمیشہ پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ چمکتا رہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍ جولائی ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ سبا کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْھَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ
بِہٖ کٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝
قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝
وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ
عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَھُمْ فِی الْغُرُفٰتِ
اٰمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝
قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ
مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝

ان کا پُرمعارف ترجمہ اور تفسیر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ان آیات میں منکرینِ رُسل کی تین نفسیاتی حالتیں بیان کی گئی ہیں جن کی بناء پر وہ انکار کرتے ہیں اور انکار کی بنیادی وجہ تکبّر ہے جو بندے پر بھی کیا جاتا ہے اور خدا پر بھی کیا جاتا ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم مالی لحاظ سے طاقتور ہیں اور تعداد میں زیادہ ہیں اس لئے چھوٹے سے حقیر لوگوں کا حق کیا ہے کہ ہم اُن کے آگے گردنیں جھکائیں اس لئے بندے پر تکبّر کرتے ہیں۔ اور خدا پر تکبّر اس طرح کرتے ہیں کہ جو چیز بھی بھیجی گئی ہے اس کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہ ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔

حضور نے بتایا کہ اس آیت میں تکبّر کے ضمن میں بنیادی طور پر تین باتیں بیان ہوئی ہیں اکثر

اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ۔ ان تینوں باتوں کا جواب اگلی آیات میں دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے رزق کو کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے رزق تنگ بھی کر سکتا ہے۔ وہ جب چاہے جس قوم کے متعلق فیصلہ کرے اس کے رزق کی راہیں تنگ کر دیتا ہے یا بند کر دیتا ہے۔ اس میں ان کے تکبّر کا جواب ہے۔ تنبیہ ہے کہ آئندہ تمہارے ساتھ یہ ہونے والا ہے۔ جہاں تک رزق کے متعلق تمہارے تکبّر کا تعلق ہے وقت آئے گا کہ جن کو تم اپنے سے کمتر سمجھتے ہو خدا تعالیٰ ان کے رزق میں برکت ڈالے گا اور جس رزق کی بناء پر تم تکبّر کر رہے ہو وہ تم سے چھین لیا جائے گا۔ اور وہ مال اور وہ اولادیں جو تمہیں ہمارے نزدیک قُرب کا مقام عطا کر سکتی ہیں یہ قُرب کا مقام عطا نہیں کریں گی، سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائیں اور عملِ صالح کریں۔ فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہیں بڑھا چڑھا کر اجر ملے گا اور وہ لوگ جو ہر وقت دوڑے پھرتے ہیں کہ کسی طرح خدا تعالیٰ کی آیات کو ناکام بنا دیں ان کے متعلق یہ قطعی فیصلہ ہے کہ وہ عذاب میں داخل کئے جائیں گے۔

حضور نے بتایا کہ ہمیشہ ماموروں کا انکار اسی نفسیاتی بیماری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تکبّر کو تبھی خدا تعالیٰ نے سب سے زیادہ ذلیل بدی قرار دیا ہے اور اسے شیطانیت کی رُوح بتایا ہے۔ ابلیس تکبّر کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے مردود ہوُا۔ اُس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا کہ یہ حقیر سی مٹی سے بنا ہوُا وجود مجھ پر کیسے فضیلت پا گیا۔

فرمایا: پہلا گناہ یہی تکبّر تھا جو بظاہر مخلوق کے ساتھ تھا لیکن فی الحقیقت پیدا کرنے والے کے سامنے تھا۔ پیدا کرنے والے سے یہ حق چھینا جا رہا تھا کہ جسے چاہے مطاع بنا دے اور جسے چاہے مطیع بنا دے اور یہ حق خدا ہی کا حق ہے اِس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے مؤقف کو تسلیم نہیں فرمایا۔

حضور نے بتایا کہ اِس بنیادی نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بے اِنتہاء انتظامی مشکلات اور بہت سے فسادات پیدا ہوتے ہیں۔ جماعتی معاملات میں مَیں نے اِس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ جب کسی کو ایسے آدمی کا مطیع بنایا جائے جس کو وہ اپنی نظر میں اپنے سے چھوٹا سمجھتے ہوں وہاں ان کی اطاعت کی رُوح ختم ہو جاتی ہے۔ یہ اندرونی بیماری وہی ہے جو پہلے دن شیطان کی بیماری تھی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی کی جنگ کا اعلان کیا۔

فرمایا: تکبّر کے نتیجہ میں اس حکمت کو سمجھنے کے نتیجہ میں کہ جو شخص مقرر کرتا ہے اس کو مدِّنظر نہیں رکھا جاتا بلکہ اس شخص کو دیکھا جاتا ہے جسے مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر تم مقرر کرنے والے کو مدِّنظر رکھو تو تمہارا سر ہر وقت عجز کے ساتھ جُھکا رہے۔ اگر تم یہ دیکھو کہ کس کو مقرر کیا گیا ہے تو نفس کے

دھوکوں کی وجہ سے تمہاری اطاعت سینکڑوں ہزاروں جگہ مجروح ہوتی چلی جائے گی۔ تو تکبّر کا جو مضمون ہے وہاں شیطان نے جو تکبّر کیا وہ بھی براہِ راست نہیں تھا بلکہ بالواسطہ تھا اور نبوّت کے متعلق تکبّر بھی ہمیشہ بالواسطہ رہا ہے۔ وہ لوگ جن کو خدا نے بھیجا ہے وہ چھوٹے دکھائی دیتے ہیں۔ اِسی وجہ سے انسان ہمیشہ دھوکہ کھاتا چلا آیا ہے اور آج بھی دھوکہ کھا رہا ہے۔ وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ اِس میں دو مضمون ہیں ایک یہ کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں جو تمہارے نزدیک تمہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرتے ہیں، ہرگز ایسا نہیں وہ کافی نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ لوگ جو اموال رکھتے ہیں اور اولادیں رکھتے ہیں وہ ایمان لانے والے ہوں اور عملِ صالح کرنے والے ہوں تو اس صورت میں اموال بھی خدا تعالیٰ کے قُرب کا ذریعہ بن سکتے ہیں اور اولادیں بھی خدا تعالیٰ کے قُرب کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ دوسرا معنیٰ یہ ہوگا کہ مَنْ اٰمَنَ میں اولاد بھی شامل ہو جائے گی کہ اگرچہ اموال اور اولاد براہِ راست خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھی اہمیت نہیں رکھتے۔ یہ خدا کے قریب کرنے کے لئے کافی نہیں سوائے اِس کے کہ تمہاری طرح ایمان لانے والی ہوں اور عملِ صالح کرنے والی ہوں پھر ان اولادوں کی خدا تعالیٰ کے نزدیک قیمت بن جاتی ہے اور وہ اولادیں تمہیں خدا کے قریب کر سکتی ہیں۔

فرمایا: یہ دو معانی مضامین کی دو منزلیں ہیں اِس لئے جو اجر عطا فرمایا ہے وہ بھی دو منزلہ بالاخانے ہیں اور ان میں دو منزلہ اجر سے دو نسلوں کی نیکی کی طرف اشارہ ہے یعنی ماں باپ بھی نیک ہوں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اموال خرچ کرنے والے ہوں اور اولادیں پیش کرنے والے ہوں۔

فرمایا: اموال تو قبول ہو جائیں گے لیکن اولادیں اس صورت میں قبول ہوں گی کہ وہ خود ایمان لانے والی اور عملِ صالح کرنے والی بنیں۔ پھر ایسی اولادوں کا اجر ماں باپ کو بھی ملے گا جو اُن کو وقف کرنے کی نیّت رکھتے تھے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اِسی کے پیشِ نظر میں نے یہ تحریک کی تھی کہ آئندہ صدی کے لئے جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر جماعت جہاں اموال کثرت کے ساتھ پیش کر رہی ہے وہاں اپنی اولادیں بھی پیش کرے کیونکہ خدا تعالیٰ نے جو ساز گار ہوا چلائی ہے اور لوگ جوق در جوق احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں اس کے لئے لکھو کھہا واقفین کی ضرورت پڑے گی۔ حضور نے بتایا کہ جماعت بڑے خلوص سے اِس تحریک پر بھی لبیک کہہ رہی ہے اور اپنی اولادیں پیش کر رہی ہے۔

حضورِ انور نے جماعت کو ان اولادوں کی تربیت کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ بچپن سے ہی ان کی تربیت کریں اور ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبّت بھر دیں۔ مائیں اپنے دُودھ میں بچّوں کو اللہ تعالیٰ کی محبّت پلائیں کیونکہ اولادوں کے ذریعے فی ذاتہٖ تم خدا کی رضا نہیں خرید سکتے جب تک کہ وہ خود بھی ایمان لانے والی اور عملِ صالح کرنے والی نہ ہوں۔ اگر وہ ایمان لے آئیں اور عملِ صالح کریں تو پھر ان کی ساری نیکیاں تمہارے درجات کی بلندی کا موجب بنیں گی۔

فرمایا: اِس تربیت کے دَور میں اللہ تعالیٰ والدین کو زندگی عطا فرمائے کہ وقف شدہ بچّوں کی تربیت کر سکیں۔ اِس دَور میں دعائیں بھی کریں اور ہر قسم کے ذرائع تربیت کے بروئے کار لائیں اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ جو بالاخانے آپ کو عطا کرے گا وہ بہت ہی عظیم الشان ہوں گے۔ جو زمین سے اُٹھتے ہیں اور آسمان کے کنگروں کو چھُوتے ہیں۔ اتنے عظیم الشان اجر ہیں اِس نیکی کے جو اِس آیت میں بیان کئے گئے ہیں کہ مَیں جماعت کو توجّہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس کے پیچھے تتبّع کریں اور اس کی رُوح کو قائم کرتے ہوئے پورے اِنہماک اور خلوص کے ساتھ یہ کوشش کریں کہ ان کی قربانیاں قبولیّت کا درجہ پا جائیں تو پھر اجر اتنا ہے کہ اس کی کوئی اِنتہاء نہیں۔ ایسی رفعتیں آپ کے لئے مقدّر ہیں خدا کی طرف سے کہ کسی انسان کا تصوّر بھی ان کو نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خطبہ ثانیہ کے دَوران حضور نے مکرم داؤد احمد گلزار صاحب مرحوم آف لندن کا ذکرِ خیر فرمایا جو چند روز پہلے وفات پا گئے تھے اور فرمایا کہ یہ اُن لوگوں میں سے تھے جو وقف کی رُوح رکھتے تھے۔ زندگی کا ہر لمحہ وقف کی طرح گزرتا تھا۔ میرے آنے پر جن لوگوں نے غیر معمولی طور پر ہاتھ بٹایا ہے ان میں یہ بھی سرِ فہرست تھے اِس لئے ساری جماعت کا اور میرا گہرا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت کرے اور بالاخانوں میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی اولاد میں بھی مَیں نیکی کے آثار دیکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو مزید نیکی کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اِس کے علاوہ سِلسلہ کے مخلص کارکن، واقفِ زندگی مکرم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مربّیٔ سلسلہ جو ۲۹ جون کو وفات پا گئے تھے حضور نے ان کے جماعت میں داخل ہونے کا واقعہ بڑی تفصیل سے بیان فرمایا اور بتایا کہ ان میں رُشد تھا اور یہ ہزاروں کی ہدایت کا موجب بنے ہیں اور ایک خاص مقام رکھنے والے خادمِ سِلسلہ ہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ ؍ جولائی ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ سبا کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی :-

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝
قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ
اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

ان کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد فرمایا: اِس آیت میں جو عذاب کا ذکر ہے اس کا تعلق کفار کے اُس دعویٰ سے ہے کہ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ۔ اور اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو ناکام بنانے کی غیر معمولی جدّ وجُہد کرتے ہیں، جو آئمۃ التکفیر ہیں وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ آئمۃ التکفیر سے قطعی طور پر عذاب کا وعدہ ہے لیکن ایسے لوگ جو لاعلمی میں مخالفت کر رہے ہیں اور بالارادہ شرارت سے عاری ہیں ان کے متعلق قطعی طور پہ عذاب کا وعدہ نہیں اور اللہ تعالےٰ نے امید کی کھڑکی رکھ دی ہے کہ وہ کسی وقت توبہ و استغفار کریں اور ہدایت پا جائیں۔ آئمۃ التکفیر کے مقدر میں ہدایت باقی نہیں رہی۔ جو شرارت میں بڑھ جاتے ہیں اور بالارادہ جھوٹ اور افتراء سے کام لیتے ہیں اور ان کی فطرتیں زنگ آلود ہو جاتی ہیں۔

فرمایا: اِس آیت کے نزول کے بعد کثرت سے ایسے لوگ جو آئمۃ التکفیر کے پیچھے لگ گئے تھے لیکن ان کی فطرت میں کجی اور شرارت نہیں تھی ان کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا اور ان کو ہدایت فرمائی یہاں تک کہ بڑے بڑے لیڈروں کی اولاد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لے آئی۔

فرمایا: جب کفار نے یہ دعویٰ کیا کہ نحن اکثر اموالاً و اولاداً تو اس کے جواب کا یہاں تکرار کیا گیا ہے کہ اے محمدؐ! تو پھر یہ اعلان کر دے کہ میرا ربّ ہی ہے جو اپنے بندوں کے لئے رزق کو کشادہ فرماتا ہے۔ یہاں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ کفار کو جو زُعم تھا کہ ہم مالی برتری رکھتے ہیں اِس لئے ہمارا حق ہے کہ ان ایمان لانے والوں کی مخالفت کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ہی اِس بات پر قادر ہیں کہ اپنے خالص بندوں کے رزق کو بڑھا دیں اور اُن کے رزق کو تنگ کر دیں۔ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کا رزق بڑھا دیا جائے گا۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔ وہ لوگ جو خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے رُکنے والے

ہیں ان کے لئے رزق کو تنگ کر دیا جائے گا۔

ھو یخلفہٗ کی لغوی تشریح کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ لفظ خلاف ، مخالفت اور خلیفہ اسی سے نکلے ہیں اور وارث ہونا بھی اسی لفظ سے نکلا ہے اور یہاں یہ لفظ رزق بڑھانے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس آیت میں نقشہ یہ کھینچا ہے کہ خدا کی راہ میں کچھ ایسے بندے ہیں جن کو غیر یہ طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہم مالدار ہیں اور اس وجہ سے ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایسے جنونی بندے ہیں کہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے وہ بھی خدا کی راہ میں خرچ کر ڈالتے ہیں اُسے بھی اپنا نہیں رہنے دیتے اور رَیت جھڑ سا سماں اپنے اُوپر وارد کر لیتے ہیں۔ اُن میں تو بسا اوقات یہ استعداد نہیں رہتی کہ وہ دوبارہ نشوونما پائیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے ذمّہ لیتا ہوں اور اے محمدؐ! یہ اعلان کر دے کہ میرا ربّ ہے جو تم سے وعدہ کرتا ہے کہ وھو یخلفہٗ وہ تمہیں اس طرح بارونق کر دے گا، اس طرح نشوونما بخشے گا، اِک سے ہزار کرے گا، بابرگ و بار کرے گا جس طرح خزاں رسیدہ درخت پر دوبارہ بہار آجاتی ہے۔ تو اُن مومنوں کے لئے جن کو یہ طعنہ ملا تھا کہ تمہارے پاس کچھ نہیں ان کے متعلق یہ نقشہ کتنا حسین مضمون ہے اور پھر یہ تکرار بتا رہی ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے یہ آیات انتہائی عظیم الشان خوشخبری رکھتی ہیں۔

حضور نے فرمایا: گذشتہ خطبہ جمعہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ خدا نے جماعت کو اپنے فضل سے غیر معمولی قربانی کی توفیق بخشی ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ضروریات میں سے کاٹ کر رقوم خدا کی راہ میں دے دی ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن لوگوں کو یہ خوشخبری دے رہا ہے کہ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ تم نے تو اپنی طرف سے کمال کر دیا ہے سب کچھ جھاڑ دیا ہے لیکن کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ خدا جو عام درختوں سے یہ سلوک فرماتا ہے کہ جب وہ سب کچھ جھاڑ دیتے ہیں تو اُن کو بڑھ کر عطا فرماتا ہے۔ اپنے خاص بندوں سے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلاموں سے کیوں ایسا سلوک نہیں فرمائے گا۔ اِس لئے تمہارے لئے مایوسی کا کوئی جواز باقی نہیں۔

پھر جلسہ کے بابرکت ایّام کی قُربت کے پیشِ نظر حضور نے میزبانوں اور مہمانوں کے لئے ہدایات فرمائیں:۔

(۱) انتظامیہ میں سب سے پہلے اِس بات کو داخل کیا جائے کہ ناظم تربیت موجود ہو جیسا کہ قادیان اور ربوہ میں بھی ہوا کرتا تھا اور جو نوجوان نسلوں کی تربیت کے لئے اپنے ساتھ نسبتاً معمّر دوستوں کی ٹیم بنائے اور نظامِ تربیت کو قائم کرے کیونکہ نئے آنے والے بھی تربیت کے محتاج

ہیں اور ان کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے وہ سلوک کرنے والے بھی تربیت کے محتاج ہیں۔ نئے آنیوالوں کی تالیفِ قلب ہونی چاہیئے اور ان کو اجنبی اور غیر سمجھ کر چھوڑ نہ دیں۔ اس کے علاوہ احمدی روایات کی پابندی کریں۔

(۲) کارکنان میں نو احمدیوں کے نام بہت کم ہیں اس لئے اُن پر ذمہ داری ڈالنی چاہیئے کیونکہ جب کوئی ذمہ داری سے باہر ہوتا ہے تو بالعموم وہ تنقید کی نظر سے دیکھتا ہے اور جب وہ ذمہ داری سنبھالتا ہے تو لوگ اُس کو تنقید کی نظر سے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور اُسے دفاع کرنا ہوتا ہے۔ اِس طرح اُسے انتظامی مشکلات کا بھی علم ہوتا ہے اور علاوہ ازیں اُس کی تربیت بھی ہوتی ہے اور انتظام سے بھی واقفیت ہوتی ہے۔ ان کو زیادہ سے زیادہ شعبوں کی تربیت دی جائے تاکہ ان میں اجتماعی انتظامی صلاحیت پیدا ہو۔

(۳) جلسہ کے ایام میں نمازوں کی خاص طور پر نگرانی کی جائے اور جب نمازیں کھڑی ہو جاتی ہیں تو کوئی نماز سے باہر نہ ہو سوائے ان کے جو ڈیوٹیوں پر ہیں اور خاص طور پر فجر کی نماز کا اہتمام کیا جائے کیونکہ یورپ میں موسم کی تبدیلی کی وجہ سے راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں اور صبح اُٹھنے میں مشکل ہوتی ہے اِس لئے اطفال کے گروہ صَلِّ عَلیٰ کے گیت گا کر لوگوں کو بیدار کریں اور وہ روایتی نغمے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عشق میں گائے جاتے ہیں وہ اِسلام آباد میں بھی سنائی دیں۔ اِس ضمن میں بیرونی ملکوں سے جو مہمان آ رہے ہیں ان کو بھی یہ کام دیں۔

(۴) اِس جلسہ کو ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اِسلئے اس سے وابستہ روایات کو زندہ کرنا چاہیئے اور حسین پہلوؤں کا اضافہ ہونا چاہیئے۔ اِس جلسہ کو زیادہ سے زیادہ پہلوؤں سے اور شدّت کے ساتھ روایتی بہترین جماعتی مرکزی جلسوں کا نمائندہ بنانے کی کوشش کریں۔

(۵) کارکنان کو دعا کی طرف خصوصی توجّہ دلانی چاہیئے اور ہر منتظم اپنے شعبے میں دیگر امور کے علاوہ دعا کی طرف بھی توجّہ دلائے کیونکہ اس سے کاموں میں عظیم الشان برکت پڑتی ہے۔

(۶) نومبائعین باہر سے آنے والے نوجوانوں سے ڈیوٹیاں لیتے وقت اِس بات کا خیال رکھیں کہ نہ وہ نمازوں سے محروم رہیں اور نہ جلسہ سے محروم رہیں۔ بعض انتظامات جہاں سے الگ ہونا ممکن نہیں وہاں لاؤڈ سپیکر مہیّا ہونے چاہئیں۔

(۷) حسنِ خلق پیدا کریں کیونکہ اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ انتظامات میں حسنِ خلق پر بالعموم زور دیا جائے اور اپنی روزمرّہ عادات میں یہ بات داخل کرلیں کہ آپ نے دوسروں کو (باقی صفحہ ۳۳ پر)

سوسائٹی میں ہر طرف نیک بات کی نصیحت کریں

اور

برائیوں سے روکیں

خلاصہ افتتاحی خطاب سیدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان

مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۷ء

سیدنا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پنڈال میں چار بجے تشریف لائے۔ اِس سے قبل حضور نے لوائے احمدیت لہرایا۔ اِس جلسہ کی ایک نئی بات یہ تھی کہ اِس میں بہت سے ملکوں کے جھنڈے بھی لہرائے گئے۔ مکرم حافظ مسعود احمد صاحب آف سرگودھا نے تلاوت قرآن کریم کی۔ نظم سے پہلے حضور نے فرمایا کہ آئندہ سے اُردو کلام کے ساتھ حضرت مسیح موعود کا عربی منظوم کلام بھی پڑھا جایا کرے گا کیونکہ اس میں اپنا ایک حُسن ہے۔ اس کے بعد مکرم داؤد احمد صاحب ناصر آف جرمنی نے حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام ؎

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

خوش الحانی سے پڑھا کہ پنڈال نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھا۔

اِس کے بعد حضور تقریر کے لئے تشریف لائے اور تشہّد و تعوّذ کے بعد حضور نے سورۃ المائدہ کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ

اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ٥

اِن آیات کی روشنی میں بتایا کہ اسلام ایک حُسنِ کامل ہے جو دوسرے تمام مذاہب کے لئے سب سے زیادہ حوصلہ سکھلاتا اور دوسرے مذاہب کی عزّت اور احترام سکھلاتا ہے اور قرآن کریم نے ہمہ گیر نظریہ پیش کیا ہے کہ خدا نے دُنیا کے ہر حصّے میں، ہر قوم کے لئے نذیر بھجوائے ہیں جن کا احترام ضروری ہے۔ یہاں تک کہ اسلام جُھوٹے خداؤں کا بھی عزّت کے ساتھ نام لینے کی تعلیم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ انہیں سب وشتم نہ کرو۔

حضور نے بتایا کہ یہ ایک ایسا اصول ہے جو امن کی ضمانت دیتا ہے اِس لئے اس کی پیروی کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم نے اس اصول کو پیش کرکے حیرت انگیز عظیم الشان حوصلے کا مظاہرہ کیا ہے کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو یہودی کہلاتے ہیں اور عیسائی اور دیگر مذاہب کے ماننے والے جو کسی نہ کسی کتاب سے منسوب ہوتے ان میں جو بھی اخلاص کے ساتھ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لاتا ہے اس کا اجر اُس کے ربّ کے پاس ہے۔

فرمایا: دُنیا کی کسی کتاب میں اِس مضمون کی کوئی آیت دکھائی نہیں دیتی اور اس مضمون میں عام وسیع تر انسانی اصول بیان کیا گیا ہے جس پر تمام دُنیا کے انسان پرکھے جائیں گے۔

فرمایا: اِسلام کی ضرورت سے کوئی مفر نہیں لیکن جو اپنے اعمال میں سچے ہیں جب تک اِسلام کی توفیق نہیں پاتے اللہ تعالیٰ اُن پر اپنے فضل نازل فرماتا ہے چنانچہ قرآن فرماتا ہے کہ تم اپنے ایمان کی سچائی تو ثابت کرو اور جس تورات اور انجیل پر ایمان لاتے ہو اُس کو قائم تو کرکے دکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر اتنے فضل نازل کرے گا۔ قرآن بتاتا ہے کہ وہ قومیں جو اسلام میں نہیں ان کا ایک حال نہیں ہے بلکہ ان میں سے بعض ایسی جماعتیں ہیں جو اپنی تعلیم پر قائم ہیں۔ وہ راتوں کو اُٹھ کر عبادت کرتے ہیں اور اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔

فرمایا: جو شخص حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لایا اس پر کفر کا فتویٰ ہی لگے گا لیکن یہ نہیں کہ وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ خدا سچائی کے پیمانوں سے ماپے گا جو تقویٰ کے اس معیار پر پورا اُترتا ہے وہ دینِ حق کے پیغام کو جب بھی سُنے گا اس کو قبول کرلے گا۔

حضور نے بتایا کہ غیر قوموں اور غیر مذاہب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا ہرگز اسلامی تعلیم نہیں ہے بلکہ اس کا اِسلامی تعلیم سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ ہر قوم میں بعض خوبیاں ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا

اگرچہ اُن میں سے اکثر بدیوں کا شکار ہیں لیکن مومن کی یہ شان ہے کہ الحکمۃ ضالۃ مومن اخذھا حیث وجدھا کہ وہ نیکی کو جہاں پاتا ہے اپنی کھوئی ہوئی متاع سمجھ کر حاصل کر لیتا ہے اِس لئے ان قوموں کی خوبیوں کو سیکھیں اور ان کی بُرائیوں سے دامن بچائیں لیکن بُرائیوں سے بچتے ہوئے خوبیوں سے انحراف کرنا درست نہیں ہے۔ وہ اخلاقِ حسنہ جو قرآن کریم سکھلاتا ہے وہ جہاں بھی غیر قوموں میں دکھائی دیتے ہیں ان کو اپنانا اور تسلیم کرنا ضروری ہے اور پھر نیکیوں کی تعلیم دیں اور بُرائیوں سے روکیں مومن تو نیک کاموں کی نصیحت کرنے کے لئے وقف ہیں۔

فرمایا: یہ جلسہ چونکہ اہلِ یورپ سے تعلق رکھنے والوں کا ہے اِس لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جہاد ان پر فرض ہے۔ سوسائٹی میں ہر طرف نیک بات کی نصیحت کریں اور بُرائیوں سے روکیں اور جو لوگ پہلے ہی ان کاموں میں مصروف ہیں ان سے تعاون کریں کیونکہ قرآن تعاونوا علی البرّ والتقوٰی کی تعلیم دیتا ہے۔ ایسی ایسوسی ایشنز جو غریبوں کی فلاح و بہبود کا کام کرتی ہیں ان کے معاون اور ممبر بنیں اور مومن کا نصب العین یہ ہے کہ وہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتا ہے اِس لئے اِس طرح سچّے خلوص کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹائیں کہ آپ اُن کے راہنما بن جائیں تب آپ دینِ حق کے احکامات پر دیانتداری سے عمل کرنے والوں میں شامل ہوں گے۔

فرمایا: پاکستان کے احمدیوں پر اِن سب باتوں کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ پاکستان میں بھی یہ بُرائیاں کثرت سے پھیل رہی ہیں اِس لئے اخلاص کے ساتھ ان برائیوں کو مٹانے کا جہاد کریں اور اِس وجہ سے کہ انہوں نے آپ کو دُکھ دیئے ہیں آپ ان کی اس حالت کا تماشہ دیکھیں اور مدد نہ کریں غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس انتباہ کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ جو تماشہ دیکھتے ہیں وہ بھی ہلاک ہو جاتے ہیں اِس لئے اگر جماعت احمدیہ بے حِسی کا ثبوت دے گی تو اس کے امن کی بھی کوئی ضمانت نہیں جس کی ضمانت اللہ اور اُس کے رسولؐ نے نہیں دی وہ میں کیسے دے سکتا ہوں۔

فرمایا: اِس لئے بڑی توجہ سے اِس کام پر مُستعد ہو جائیں اور باہر نکلیں اور لوگوں کو بُرائیوں سے روکیں، مظلوموں کی مدد کے لئے آگے بڑھیں۔

اِس ضمن میں حضور نے احمدی وکلاء کی خدمات کو سراہا اور فرمایا کہ اگر وہ جماعت احمدیہ سے باہر بھی مظلوموں کی مدد کریں گے جو ظلم کی چکی میں پِس رہے ہیں اور اُن کی خدا کے لئے تائید کرینگے تو اللہ تعالیٰ اُن کے رزق کو کشادہ کر دے گا۔

فرمایا: پاکستان کے احمدیوں کے لئے آج بھی ضروری ہے کہ اپنے اُن بھائیوں سے بھی

حُسنِ سلوک کریں جنہوں نے جماعتِ احمدیہ پر ظلم ہوتے ہوئے دیکھے اور کوئی پرواہ نہ کی اور جنہوں نے مدد کی یا مدد کرنے کی کوشش کی اُن سے احسان کا سلوک کریں۔ اگر کوئی احمدی ہر اُس فرقے کو رَدّ کرنا شروع کر دے جو احمدیت میں داخل نہیں تو یہ قرآن کی تعلیم کے سراسر خلاف ہوگا۔ اِس لئے تقویٰ اور سچائی سے کام لیں۔

اس کے بعد حضور نے افتتاحی دعا کروائی اور فرمایا کہ سورۃ فاتحہ بڑی عظیم الشّان دُعا ہے اِس لئے آج اِس دعا کو مختلف انداز سے، اُلٹ پلٹ کر اپنی ضروریات کے مطابق دعا کریں۔

افتتاحی دعا کے بعد حضور جلسہ گاہ سے تشریف لے گئے اور دوسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی جس کی صدارت برادر مظفر احمد ظفر صاحب نیشنل پریذیڈنٹ یو۔ایس۔اے نے کی اور مقررین میں جناب بشیر احمد آرچرڈ صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب شامل تھے۔

مجالسِ انصار اللہ متوجّہ ہوں

حضورِ اقدس کا ارشادِ مبارک ہے کہ

"جو شخص ہماری کتب کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا اس میں ایک قِسم کا کِبر پایا جاتا ہے۔"

مجلس انصار اللہ کے ہر رُکن، ہر ناصر کو حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں اپنا اور اپنے زیرِ اثر افرادِ خانہ کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ آیا اِس پہلو سے ہماری زندگی میں کِبر کا کوئی شائبہ تو نہیں پایا جاتا۔

ہر احمدی گھرانہ میں روحانی خزائن کی حامل اِن کتب کا درس جاری ہونا چاہیئے۔ اور زعماء کرام اپنی ماہوار رپورٹ میں مرکز کو آگاہ کریں کہ کتنے احمدی گھرانوں میں یہ درس جاری رہا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قیادتِ تعلیم مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

دُنیا میں ۱۱۴ ممالک ایسے ہیں جن میں احمدیّت داخل ہو چکی ہے

٭ دو۲ سالوں میں ۵۱۲ نئی جماعتوں کا قیام ٭ ۱۳۶ مراکزِ نماز کی تعمیر ٭ دو۲ بادشاہوں کا مسیح موعود کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے کا ایمان افروز منظر ٭ سترہ۱۷ ممالک میں ریڈیو اور ٹی وی پر نشریات ٭ تراجم قرآن کریم کی اشاعت

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کے بصیرت افروز خطاب بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان مورخہ یکم اگست ۱۹۸۷ء کا خلاصہ

نمازِ ظہر اور نمازِ عصر کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوُا۔ تلاوت مکرم مبین الحق صاحب آف سویڈن نے کی۔ اس کے بعد سیّدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا منظوم عربی کلام سیّد حسین القرق صاحب نے پڑھ کر سُنایا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کے قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان کے چند اشعار پڑھے اس کے بعد حضرت اقدس کا اردو منظوم کلام

شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر
گرفتار آگئے جیسے کہ نخچیر

مکرم صفدر حسین عباسی صاحب نے ترنّم کے ساتھ پڑھا اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے قبل ٹوٹنگ کے ایم۔پی نے انگریزی میں تقریر کی۔ یہ گذشتہ سال بھی جلسہ میں تشریف لائے تھے اور تقریر کی تھی۔ اِس تقریر میں انہوں نے جماعت کے تمام عالم پر پھیلنے کا ذکر کیا اور بتایا کہ یہ جماعت بہت ہی ہمدرد ہے اور پارلیمنٹ کے ممبرز کی طرف سے حاضرین کی خدمت میں سلام عرض کیا اور بتایا کہ پنڈال سے باہر جو اتنے ممالک کے جھنڈے لہرا رہے ہیں یہ اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ یہ جماعت عالمی جماعت ہے اور صرف ان کو متحد کرنے والا ان کا ایمان ہے۔ اس کے بعد انہوں نے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میری یہ بڑی سعادت ہے کہ مجھے اِس جلسہ میں تقریر کرنے کا ایک بار پھر موقع مِل رہا ہے۔

اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور تشہد و تعوّذ کے بعد سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ یُوں تو ایک باشعور انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرتا رہتا ہے۔ اِس امید سے ہر احمدی ایک باشعور انسان کہلانے کا مستحق ہے لیکن بعض مواقع پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان خدا کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ آج ایک ایسا دن ہے جس دن جماعت کی روایات کے مطابق شکر کے جذبات اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا ذکر چلتا ہے۔ سال بھر میں خدا تعالیٰ جتنے فضل لے کر آتا ہے تھوڑے سے وقت میں ان کا بیان ناممکن ہے۔ صرف ملک کی ایک ہی جماعت کو دیکھ لیا جائے تب بھی یہ ممکن نہیں کہ ایک دن کے خطاب میں انسان اللہ تعالیٰ کے اُن فضلوں اور رحمتوں کا حق ادا کر سکے۔

اس کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دُنیا کے ایک سَو چودہ ممالک ایسے ہیں جن میں احمدیت داخل ہو چکی ہے اور گذشتہ سال یہ تعداد ایک سَو آٹھ تھی۔ امسال چھ ممالک کا ان میں اضافہ ہوُا ہے اور ۱۹۸۴ء میں جب مَیں یہاں آیا تو ان ممالک کی تعداد جن میں احمدیت داخل ہو چکی تھی اکانوے تھی۔ گذشتہ تین سال کے عرصہ میں جو بظاہر جماعت کے لئے ابتلاء کا زمانہ تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیئیس ۲۳ نئے ممالک کا اضافہ ہوُا۔

فرمایا: پچانوے سالوں میں اکانوے ممالک میں احمدیت داخل ہوئی تھی اور میرے یہاں آنے کے بعد اب صرف تین سال کے عرصہ میں اور تین سال بھی وہ جس میں دشمن نے جماعت کو مٹانے کی پوری کوشش کی ہے خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے تیئیس نئے ممالک احمدیت کو عطا فرمائے

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ظہور ۱۳۶۶ ہش

اگست ۱۹۸۷ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

کتابت:- حمید الدین

فہرست

جلد نمبر ۲۸
شمارہ نمبر ۸

شرح چندہ

پاکستان ———— بیس روپے سالانہ

امریکہ، کینیڈا	بذریعہ ہوائی ڈاک	پندرہ ڈالر
جزائر فجی	〃 بحری 〃	آٹھ 〃
دیگر ممالک	〃 ہوائی 〃	چھ پونڈ 〃
	〃 بحری 〃	تین 〃

قیمت فی پرچہ: دو روپے

اور امسال ۱۹۸۶-۸۷ء میں چھ نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔

اِس کے بعد حضور انور نے اِن چھ نئے ممالک یعنی کانگو، پاپوا نیوگنی، فن لینڈ، آئس لینڈ، پُرتگال اور NAURU کا عمومی جغرافیائی تعارف کروایا۔

بعد ازاں حضور نے بتایا کہ جماعتِ احمدیہ کینیڈا کے ایک مخلص دوست مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب نے یہ پیشکش کی ہے کہ وہ دسمبر ۱۹۸۸ء تک یعنی جوبلی کا سال ہے، سے پہلے سنٹرل امریکہ کے سات ممالک میں زمین اور مشن ہاؤس خرید کر جماعت کو بطور تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تحفہ سات اسیرانِ راہِ مولیٰ کی طرف سے خصوصاً اور باقی اسیران کی طرف سے عموماً ہوگا۔

پھر حضور انور نے مختلف ممالک میں نئی جماعتوں کے قیام کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ گذشتہ سال کے آغاز میں نئی جماعتوں کے قیام کے لئے جملہ مشنز کو خصوصی تحریک کی گئی تھی جسکے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ سال دوسو چوّن نئی جماعتیں قائم ہوئی تھیں، امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپریل ۸۶ء تا مارچ ۸۷ء کے عرصہ میں دوسو اٹھاون نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا ہے یعنی گذشتہ دو سالوں میں پانچ سو بارہ نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

اس کے بعد حضور نے نئی جماعتوں کے قیام کے دوران جو ایمان افروز واقعات رُونما ہوئے ہیں ان کا بڑی ہی تفصیل سے ذکر فرمایا اور اِن واقعات میں جماعتِ احمدیہ گیمبیا کا حضور نے بڑی خصوصیت سے ذکر فرمایا۔

پھر سو ممالک میں دعوتِ اِلی اللہ کے منصوبہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ سو ممالک میں دعوتِ اِلی اللہ کے منصوبہ کے تحت مختلف ممالک مختلف مشنز کے سپرد کئے گئے تھے کہ وہاں نئی جماعتوں کے قیام، اُن کی ترقی اور استحکام کے لئے کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس منصوبہ میں بہت برکت ڈالی اور اس وقت تک بیسیوں ممالک میں اِس بابرکت سکیم کے تحت احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اِس منصوبہ میں بہت برکت ڈالی ہے۔ صرف تین سال کے عرصہ میں تیئیس نئے ممالک میں احمدیت داخل ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ سب جن کے سپرد یہ مقدّس ذمّہ داری کی گئی تھی انہوں نے اس ذمّہ داری کو کماحقہٗ ادا کیا ہے۔

اس کے بعد حضور نے جماعت کے نئے تبلیغی مراکز، عمارات اور قطعات جو امسال خریدے گئے ہیں ان کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ امسال اٹھائیس نئی عمارتیں اور قطعات خریدے

گئے ہیں اور افریقہ کے اٹھارہ ممالک میں ایک سو باسٹھ دعوتِ الی اللہ مراکز قائم ہو چکے ہیں۔

برِّ اعظم یورپ میں نئے دعوت الی اللہ مراکز کا ذکر کرتے ہوئے حضورِ انور نے بتایا کہ گذشتہ دو سال کے عرصہ میں یورپ کے مختلف ممالک میں خرید کردہ دعوت الی اللہ مراکز کی تعداد آٹھ تھی۔ انکے علاوہ دو رہائشی عمارات بھی خریدی گئی تھیں جو اس وقت دعوتِ الی اللہ مراکز کے طور پر زیرِ استعمال ہیں اِس طرح نئے دعوتِ الی اللہ مراکز کی کل تعداد دس ہو گئی تھی۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے سویڈن میں مالمو کے مقام پر خانہ خدا اور دعوتِ الی اللہ مرکز کے لئے ایک عمارت خریدی گئی ہے اور سپین میں غرناطہ کے مقام پر ایک قطعۂ زمین کی خرید بھی کی گئی ہے۔ اِسی طرح آئرلینڈ میں زمین کا ایک بہت بڑا قطعہ خریدا گیا ہے جو کہ شہر کے درمیان میں واقع ہے۔

امریکہ میں دعوتِ الی اللہ مراکز اور بیوت الذکر کے لئے جو زمینیں اور عمارات خریدی گئی ہیں ان کا حضور نے بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ گذشتہ سال میں نے جماعت کو کہا تھا کہ امریکہ میں پانچ نئے مراکز کی تعمیر کی تحریک کی گئی تھی اور اِس خواہش کا اظہار کیا گیا تھا کہ اگر دس ہو جائیں تو بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس خواہش میں بہت برکت ڈالی ہے اور صرف دو سال کے عرصہ میں دس نہیں بلکہ گیارہ نئے مراکز خریدنے کی جماعت کو توفیق ملی ہے اور اِس سلسلہ میں جماعت پر کوئی قرضہ نہیں۔ یہ سب جگہیں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے پُرانے دعوتِ الی اللہ مراکز کے مقابلہ میں بہت وسیع اور کشادہ ہیں اب سالِ رواں میں یہ سب بارہ ۱۲ مراکز ہو گئے ہیں۔

حضور نے بتایا کہ میں نے بیوت الذکر کی تعمیر کے لئے تحریک کی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ پاکستان میں جو مخالفین کی طرف سے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی بیوت الذکر کو مسمار کر دیا جائے تو مومن کی یہ شان ہے کہ وہ نیکیوں میں آگے بڑھتا ہے۔ تو ہم اُن کی مساجد کو تو مسمار نہیں کر سکتے تھے میں نے سوچا کہ ان کے مقابلہ میں ہمیں زیادہ سے زیادہ بیوت اللہ بنانی چاہئیں۔ گذشتہ سال خدا کے فضل سے دو سو چھ نئی بیوت الذکر اور مراکزِ نماز کا قیام عمل میں آیا تھا جب کہ گذشتہ سے پیوستہ سال ۱۹۸۴-۸۵ء میں نئے قائم ہونے والے مراکزِ نماز کی تعداد بتیس تھی۔ امسال نئی تعمیر ہونے والی بیوت ا کی تعداد ایک سو چھتیس ہے جس میں سے تہتر تعمیر ہو چکی ہیں اور تریسٹھ زیرِ تعمیر ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اِس وقت تک کل چار سو بیوت الذکر تعمیر ہو چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ایک پھل عطا کیا ہے۔ جو پاکستان میں بیوت الذکر مسمار کی گئی تھیں ان کی تعداد تقریباً چار ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایک بیت الذکر کے بدلہ میں سو سو بیوت الذکر عطا فرمائی ہیں۔

پھر حضور نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی جاری فرمودہ دعوت الی اللہ تحریک کی کامیابی اور شیریں ثمرات سے جماعت کو آگاہ کیا کہ کس طرح نہایت کامیابی کے ساتھ اس تحریک کے شیریں ثمرات سے اللہ تعالیٰ جماعت کی جھولیاں بھر رہا ہے۔

اِس ضمن میں حضور نے گیمبیا کے داعیان الی اللہ کی دلچسپ کہانیاں بیان کیں اور اس کے علاوہ اور بھی دوسرے ممالک میں داعیانِ الی اللہ کے ساتھ واقعات پیش آتے رہے ہیں اُن کو حضور نے بڑی تفصیل سے بیان فرمایا۔

بیعتوں کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ گذشتہ سال گذشتہ سے پیوستہ سال کے مقابلہ پر خدا تعالیٰ کے فضل سے چھ ماہ میں دُگنی بیعتیں ہوئی تھیں۔ امسال سالِ گذشتہ کے مقابلہ میں پہلے چھ ماہ کی بیعتیں دُگنی سے بھی زائد ہیں۔

اِس ضمن میں حضور نے بڑا دلچسپ واقعہ بیان کیا کہ حضور نے یہ تحریک فرمائی تھی کہ ہر سال دُگنی بیعتیں ہونی چاہئیں لیکن جو یہاں ہماری بیعت کا ریکارڈ رکھنے والی خادمۂ دین ہیں مسز نذیر، ان کی حضور سے جب ملاقات ہوئی تو انھوں نے حضور سے یہ ذکر کیا کہ حضور اِس دفعہ تو جتنی بیعتیں آئی ہیں وہ پچھلے سال جتنی ہی ہیں اور آپ نے یہ جو فرمایا ہؤا ہے کہ دُگنی بیعتیں ہونی چاہئیں مجھے لگتا ہے کہ یہ بات ابھی پوری نہیں ہوئی تو حضورِ انور نے فرمایا کہ ابھی تو جلسہ شروع ہونے میں دس، پندرہ دن باقی ہیں دیکھو تو سہی کہ اللہ تعالیٰ کیا فضل فرماتا ہے۔ چنانچہ دس دنوں میں وہ بیعتیں جو ڈاک میں رُکی ہوئی تھیں وہ موصول ہوگئیں اور اُن بیعتوں کی تعداد جو ہے وہ بہت زیادہ تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بیعتوں کی تعداد گذشتہ سال سے بہت آگے بڑھ گئی۔

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس جلسہ میں شامل ہونے والے دو بادشاہوں کو حضرت اقدس مسیح موعود کے بابرکت لباس میں سے ان کو تبرک کے طور پر کپڑا اعطا فرمایا اور حضرت اقدس مسیح موعود کا الہام کہ

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

بڑی شان کے ساتھ پورا ہؤا۔ اِس جلسہ میں دو بادشاہ جو نائیجیریا میں بادشاہ ہیں وہ تشریف لائے ہوئے تھے ان میں سے ایک بادشاہ کے ماتحت قریباً سو چیف ہیں اور دو سو چھپن کے قریب گاؤں ہیں اور دوسرے بادشاہ ایک سٹیٹ کے بہت بڑے OBA (اوبا) ہیں اور اڈی روکو (IDIROKO) نائیجیریا کا مشہور بارڈر ہے جو اسے ری پبلک آف بینن سے ملاتا ہے، سے اِن کا تعلق ہے۔

ان کے ماتحت دو مزید بادشاہ کام کرتے ہیں اور ان کو اپنے علاقہ میں اس قدر عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ کسی کو اجازت نہیں کہ ان کے دربار میں جوتیاں پہن کر آئے حضورِ انور نے اِن بادشاہوں کو سٹیج پر بُلایا اور حضرت اقدس مسیح موعود کے کپڑے کے مبارک ٹکڑے ان کو عطا کئے اور انہوں نے اِس کا شکریہ ادا کیا اور دونوں نے اُردو میں حضرت اقدس مسیح موعود کے الہام کہ

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

اور دوسرا الہام کہ

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

سامعین کو بلند آواز سے پڑھ کر سُنائے۔

اسی طرح حضور نے بتایا کہ رؤیا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو قبولِ احمدیت کی بہت زیادہ توفیق دی ہے۔

مختلف شعبوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے شعبہ سمعی بصری کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ شعبہ بہت عمدہ خدمات سر انجام دے رہا ہے اور ان کی سارے سال کی کوششوں کا بیان یہاں ناممکن ہے۔ اَب تک یعنی ۸۷-۱۹۸۶ء میں انہوں نے دو ہزار نو سو پچاسی گھنٹے جماعت کا کام کیا ہے اور چار سو پچیس گھنٹے کی ریکارڈنگ کی ہے اور چودہ ہزار کیسٹس بھجوائے ہیں۔ گذشتہ سال سولہ ہزار کیسٹس انہوں نے بھجوائے تھے لیکن اِس سال دو ہزار کی اِس لئے کمی آئی ہے کہ بعض ممالک میں ڈاک کی خرابی کی وجہ سے کیسٹس نہیں پہنچتے تھے اِس لئے انہوں نے یہ کیسٹس وہاں بھجوانے بند کر دیئے ہیں۔

پھر حضور نے بتایا کہ انہوں نے ایک کیٹلاگ مجلسِ عرفان کی کیسٹس اور خطابات کی کیسٹس کا تیار کیا ہوا ہے جو بہت ہی عمدہ ہے جس کے ذریعہ سے جس کیسٹ کی ضرورت ہو وہ انسان بڑی جلدی حاصل کر سکتا ہے۔

اِسی طرح حضور نے ریڈیو اور ٹی۔ وی کے ذریعہ سے جو جماعت کی اشاعت ہوئی ہے اس کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اِس میدان میں اِس دفعہ جماعتِ احمدیہ کو حیرت انگیز ترقی عطا ہوئی ہے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے ایسی ایسی کامیابیاں ہوئی ہیں جن کی مجھے توقع بھی نہ تھی۔ دُنیا کے سترہ ممالک میں ریڈیو اور ٹی۔ وی پر پروگرام نشر ہو رہے ہیں اور حضورِ انور نے بتایا کہ میرے چھیاسی انٹرویو ریڈیو اور ٹی۔ وی پر ہوئے اور اکہتّر گھنٹے بیس منٹ میرے انٹرویوز پر صَرف ہوئے۔ ان کے علاوہ خطباتِ جمعہ اور مجالسِ عرفان کے ایک سَو نو گھنٹے کے پروگرام ٹی۔ وی کے ذریعہ دکھائے جا چکے ہیں۔

اِس ضمن میں حضور نے کینیڈا میں جو انٹرویوز ہوئے اور ٹی۔ وی نے جماعت کا انٹرویو ٹیلی کاسٹ کیا اُس کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا اور انٹرویوز کے جو عمدہ اثرات ظاہر ہوئے ہیں وہ بھی حضور نے بڑی تفصیل سے بیان فرمائے اور بتایا کہ نائیجیریا کے مربّی حمید احمد ظفر صاحب نے یہ بتایا ہے کہ ایک دن وہ شہر کے پُر رونق علاقہ میں ایک دکان پر کھڑے تھے کہ کار پر "احمدیہ مشن نائیجیریا" پڑھ کر ایک دوست اپنی کار سے نکل کر آئے اور اپنا تعارف کروایا کہ مَیں دماغی امراض کا ماہر ڈاکٹر ہوں اور ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہوں اور کلینکل پیتھالوجی ہاسپٹل بینن سٹی کا مَیں پریذیڈنٹ ہوں اور مجھے بچپن سے دینِ حق سے شدید نفرت تھی اور اس کی وجہ مسلمانوں کا رویّہ تھا۔ میرا خیال تھا کہ سب مسلمان ایک جیسے ہوتے ہیں جن کا کام ملکوں میں فساد برپا کرنا اور قتل و غارت کا بازار گرم رکھنا ہے لیکن آپ کا ٹی وی پروگرام دیکھ کر میری حالت بدل چکی ہے اور مجھے دینِ حق سے محبّت پیدا ہو چکی ہے۔

اِسی طرح حضور نے اخبارات کے ذریعہ سے جو جماعتِ احمدیہ کا پیغام دُنیا میں پہنچا ہے اس کا بھی بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ امسال دُنیا بھر کے ایک سو اڑسٹھ اخبارات میں جماعتِ احمدیہ سے متعلق چھ سو اٹھانوے خبریں اور مضامین شائع ہوئے ہیں اور بعض اخبارات نے اداریے بھی لکھے ہیں۔

اس کے بعد حضور نے دَورۂ کینیڈا کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا۔ بعد ازاں دَورۂ سوئٹزرلینڈ کا ذکر کیا۔ پھر مرکزی نمائندگان نے جو دَورہ جات کئے ہیں ان کا حضورِ انور نے تفصیل سے ذکر فرمایا اور پھر تراجم قرآن کریم کا کام جو اس زمانہ میں جماعتِ احمدیہ کے سپرد یہ خدمت ہوئی ہے اس کا ذکر حضور نے بڑی تفصیل سے فرمایا اور بتایا کہ چند سال قبل تک جماعت کی طرف سے اُردو کے علاوہ دس زبانوں میں تراجم شائع ہوئے تھے لیکن جماعت کو بفضلہٖ تعالیٰ گذشتہ سال اِن تراجم میں اٹالین اور فرنچ تراجم کے اضافہ کی توفیق ملی اور امسال پھر تین مزید زبانوں میں قرآن کریم کے طبع کرانے کی توفیق ملی ہے اور رشین قرآن کریم اِس وقت پریس میں جا چکا ہے۔

اِس ضمن میں حضور نے قرآن کریم کی اشاعت کا تفصیلی پروگرام جو ہے وہ احبابِ جماعت کے سامنے رکھا۔ پھر حضور نے پرنٹنگ پریس جو اسلام آباد میں قائم کیا گیا ہے اس کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس میں شائع ہونے والی کُتب کو سٹیج پر سے احباب کو دکھایا کہ یہ دو کتابیں ایک رشین زبان میں اور ایک سپینش زبان میں ہمارے اِس پریس میں شائع ہوئی ہیں۔

اس کے بعد حضور نے وکالتِ اشاعت کی رپورٹ پڑھ کر تفصیل کے ساتھ سُنائی اور اِسی طرح

جو ڈیسکس (DESKS) قائم کئے گئے ہیں ان کی تفصیلی رپورٹ کا بھی ذکر فرمایا۔ اور حضور نے فرمایا کہ ترک لوگ جو ہیں وہ اس وقت بڑی کثرت سے جماعتِ احمدیہ میں دلچسپی لے رہے ہیں اور مربیٔ سلسلہ مکرم جلال شمس صاحب نے جو کیسٹ تیار کی ہے اس کی وجہ سے بہت اچھے نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔

اِس کے بعد حضور نے نصرت جہاں سکیم کے تحت جو کام ہو رہے ہیں ان کا تفصیلی جائزہ بیان فرمایا اور پھر جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا اور اس کے نیک اثرات جو ہیں اُن کا ذکر فرمایا۔

اس کے بعد تحریکِ شدھی کا ذکر کیا اور پھر حضور نے تحریکِ وقفِ نو کا بھی ذکر فرمایا جس کا حضورِ انور نے ۳۔ اپریل ۱۹۸۷ء کو ایک خطبہ میں ذکر فرمایا تھا۔

آخر میں حضور نے جماعتِ احمدیہ کے بجٹ کا بھی تفصیلی جائزہ جماعت کے سامنے پیش کیا اور اسی طرح انگلستان کے رضا کاروں کا ذکر کیا جو ہمہ تن جماعت کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور رضا کارانہ طور پر جماعت کے کاموں میں ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ حضورِ انور نے خاص طور پر ان لوگوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے دعا کریں جو میرے آنے پر اِس قدر خدمتِ دین بجا لا رہے ہیں کہ مجھے یہ احساس نہ ہو کہ اگر مَیں پاکستان میں ہوتا تو اِس سے زیادہ کام کر سکتا۔

اِس ضمن میں حضور نے جماعت کے بہت ہی مخلص کارکن مکرم داؤد احمد گلزار صاحب مرحوم کا ذکر بڑے درد کے ساتھ فرمایا اور ان کی اولاد کے لئے بھی دعا کی تحریک کی۔

اس کے بعد حضور نے وکلاء کی خدمات کو بھی سراہا اور آخر میں حضور نے احبابِ جماعت کو دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی اور اس کے بعد حضور نے اپنے خطاب کو ختم فرمایا۔

حضورِ انور کا یہ خطاب ساڑھے آٹھ بجے شام تک جاری رہا اِس طرح حضور کا یہ خطاب قریباً چار گھنٹے کا تھا۔

خلاصہ خطبات ——— (بقیہ صفحہ ۲۱)

خوش کرنا ہے۔

آخر میں حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہم کو آنے والوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے اور آنے والے بھی حُسنِ سلوک کا معاملہ کریں۔

دُعا کے بغیر حسین صورتوں جیسے چہرے بنانے کی توفیق نہیں ملتی

آپ دعائیں کرتے ہوئے آئے تھے اِس لئے دعائیں کرتے ہوئے ہی رخصت ہوں

حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے معرکۃ الآراء اختتامی خطاب کا خلاصہ
برموقع جلسہ سالانہ انگلستان۔ فرمودہ ۲ اگست ۱۹۸۶ء

آج کے جلسہ کی کارروائی کا آغاز بھی تلاوتِ قرآن کریم سے ہؤا جو ایک عرب دوست سیّد حسین القزق نے کی۔ اس کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود کا عربی منظوم کلام درشانِ قرآن کریم مراکو کے ایک احمدی نوجوان سیّد علی المہدی صاحب نے پڑھا۔ اِس کے بعد مکرم محمد الیاس صاحب آف جرمنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعود کے منظوم اُردو کلام کے چند اشعار پیش کئے ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دِلبر مرا یہی ہے

اِس کے بعد حضورِ انور نے اپنے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے سُورۃ النحل کی آیت اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کی تلاوت فرمائی اور اِس آیت کی روشنی میں عدل کے مضمون پر خطاب فرمایا اور بتایا کہ اِس موضوع پر خطاب کا آغاز ۱۹۸۲ء کے جلسہ سے ہؤا تھا اور ۱۹۸۳ء کے جلسہ میں بھی یہی مضمون جاری رہا آج اُسی کے تسلسل میں مضمون کو آگے بڑھا رہا ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ ۱۹۸۳ء کے جلسہ کی اختتامی تقریر میں شہادات میں عدل و احسان کے مضمون پر قرآنی تعلیم کا ذکر جاری تھا کہ وقت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے خطاب کو ختم کرنا پڑا چنانچہ حضور نے دینِ حق کے نظامِ شہادات کے بقیہ حصّے کو بیان کرتے ہوئے جو اُس تقریر سے رہ گیا تھا،

لین دین کے معاملات میں تحریر اور گواہی کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور قرآنی آیات کی روشنی میں دینِ حق کی پُرحکمت تعلیم کو نہایت مؤثر انداز میں پیش فرمایا۔

حضور نے بتایا کہ شہادات کا نظام صرف عام انسانی معاملات میں ہی نہیں بلکہ مذہب کی دُنیا میں بھی جاری ہے اور خود خدا نے اپنی وحدانیت کی شہادت دی ہے اور توحیدِ باری تعالیٰ کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں نے اور اولوالعلم نے گواہی دی ہے۔

حضور نے اس مضمون کو بڑے لطیف انداز میں بیان فرمایا اور بتایا کہ انسانی فطرت کی گواہی اور کائنات اور زمانے کی شہادت بھی قرآن کریم نے پیش کی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم کے متعلق موسیٰ علیہ السلام کی کتاب میں قرآن کریم کے نزول سے کئی سو برس پہلے گواہی دی گئی تھی۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے ایک شاہد کی گواہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاہد ہونے اور آپ کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک شاہد کے ظہور سے متعلق آیاتِ قرآنی کی روشنی میں مذہب میں شہادت کے مضمون کو نہایت حسین پیرایہ میں بیان فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی گواہیاں تو دُور تک ماضی میں پھیلی ہوئی ہیں اور اس کے پیدا ہونے سے ہزاروں سال پہلے آپ کی آمد کا ذکر ملتا ہے کتابِ موسیٰ اس پر گواہ ہے اور گذشتہ تمام انبیاء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گواہی دی ہے۔

پھر حضور نے قرآن کریم کی آیت فقد لبثت فیکم عمرًا من قبله افلا تعقلون کے حوالے سے بتایا کہ آپ کی بعثت سے قبل پاک، مقدس اور بے داغ زندگی منکرین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف آپ کی صداقت پر ایک بیّن شہادت ہے اور یہی معیارِ شہادت حضرت اقدس مسیح موعود کی صداقت پر بھی مُہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔

حضور نے انسانوں اور خدا تعالیٰ کے مابین شہادات کے نظام کو بھی مختلف آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں کھول کر بیان فرمایا۔ فرمایا کہ یہ مضمون اِس قدر دلچسپ، لطیف اور گہرا اور وسیع ہے کہ مَیں اس کے بعض پہلوؤں کی طرف صرف اشارہ کرتے ہوئے گزرتا ہوں۔ لیکن آپ کے لئے قرآن کریم نے کھڑکیاں کھول دی ہیں ان کھڑکیوں سے آپ قرآن کریم کے علوم پر نظر دوڑائیں تو آپ پر قرآن کریم کی عظمت پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ ظاہر ہوگی۔ اس کے بعد حضور نے دینِ حق میں معاہدات کے نظام میں عدل کے مضمون کو بیان کیا اور بتایا کہ یہ بھی بہت ہی وسیع ترین مضمون ہے اور اس کا آغاز اُس معاہدے سے ہوتا ہے جو انسان اپنے ربّ سے کرتا ہے اور وہ بیعت کا عہد ہے۔

بیعت کیا ہے؟ اور ایک انسان کو خدا کے نام پر معاہدہ کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ اور قرآن کریم انسان کو کب اور کیوں خدا تعالیٰ کے نام پر بیعت لینے کا حق دیتا ہے؟ ان مضامین پر حضور نے بڑی ہی تفصیل سے روشنی ڈالی اور قرآن کریم کی آیت انّ الّذین یبایعونك انما یبایعون اللہ کی روشنی میں بتایا کہ یہ آیت بعض مخالفین کی طرف سے باعث اعتراض بنتی ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں اسلام نے شرک کی تعلیم دی ہے حالانکہ یہ آیت شرک کے خلاف تعلیم دینے والی آیت ہے شرک کی طرف مائل کرنے والی نہیں ہے اور خدا یہ بتاتا ہے کہ کسی بشر کو یہ حق نہیں کہ وہ بیعت لے سکے۔ بیعت صرف صاحبِ اختیار لیتا ہے اور حضورِ انور نے بتایا کہ انبیاء جو بیعت لیتے ہیں اُن کو خدا کی طرف سے یہ حکم ہوتا ہے کہ وہ بیعت لیں اور وہ خود بھی خدا کے ایک عہد کے پابند ہوتے ہیں۔

چنانچہ حضورِ انور نے آیت میثاق النّبیّن کی روشنی میں نبیوں کے عہد کا بھی تفصیلی ذکر فرمایا اور اسی طرح بنی اسرائیل اور عیسائیوں سے لئے گئے میثاق کا ذکر کرتے ہوئے قومی معاہدات کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو سزائیں نازل ہوئیں اور جو ان قوموں کے بد انجام ہوئے ان کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ جو قومیں عہد شکنی کرتی ہیں ان کے دلوں میں سختی آجاتی ہے اور وہ خدا کی لعنت کا مورد بنتی ہیں۔ اُن میں نفرتیں اور عداوتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور امن اُٹھ جاتا ہے۔

حضور نے عہد پورا کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ جو سلوک فرماتا ہے اس کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے سورۃ الرعد کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ ۝ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝

حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جو عہدوں کی وفا کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ملایا جائے اُس کو ملاتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں اور نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ بھی وہ اپنے ربّ سے پاتے ہیں اُسے خرچ کرنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن پر اپنے فضل نازل فرماتا ہے اور انجام کلیتہً انہی کا ہے۔ یہاں جو الدّار ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن خدا نے جو کچھ بھی پیش کرنا ہے وہ اُن کو مل جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ کتنا عظیم الشان عدل ہے کہ وہ جو منکرین ہیں اور جو عہدوں کو نہ پورا کرنے والے ہیں اور عہدوں کو توڑنے والے ہیں وہ الدّار سے محروم کر دیئے جائیں گے لیکن وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں وہ کبھی بھی خدا تعالیٰ کے عہدوں کو نہیں توڑتے اُن کو اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ عطا کر دے گا جو قیامت کے دن خدا نے ان کو پیش کرنا ہے۔

اسی طرح فرمایا کہ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ جو فرمایا اس میں بھی عدل کا مضمون بیان ہؤا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ یہ بیان فرما رہا ہے کہ کسی کو کسی چیز سے یا کسی نیکی سے یا کسی بات سے محروم کرنے کا حق نہیں جب تک کہ وہ اُس کو اُس سے اعلیٰ چیز نہ دے سکے۔ اِس لئے باسی روٹی چھیننے سے پہلے تازہ روٹی دینی پڑے گی ورنہ غریب جس حال میں ہے وہ راضی ہے۔ اگر بہتر حق دے سکتے ہو تو پھر تمہارا حق ہے کہ تم اُن سے بُری چیز لے لو اور بہتر چیز اُن کو دے دو۔

فرمایا: قرآن کریم بندے اور خدا کے درمیان انفرادی معاملات تک بھی اپنی تعلیم کو پہنچاتا ہے اور وہ لوگ جو انفرادی عہد کو بھی پورا کرتے ہیں اُن پر بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل کی نگاہ ڈالتا ہے۔ اِس ضمن میں حضور نے آیت قرآنی من المؤمنین رجالٌ صدقوا ما عاھدوا کی تلاوت فرمائی اور اِس آیت کی روشنی میں حضور نے حضرت انس رضؓ کے چچا کا ایک واقعہ بڑی تفصیل سے بیان فرمایا جو جنگِ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا تو مَیں آئندہ جنگ میں ایسی شان سے لڑوں گا اور اپنی وفا کا اظہار اِس شان سے کروں گا کہ اے خدا تُو دیکھے گا کہ مَیں ممتاز مقام پا گیا ہوں چنانچہ اُحد کی جنگ میں انہوں نے بڑی بہادری کا نمونہ دکھایا اور جب اُن کے جسم کو تلاش کیا گیا تو اُن کے جسم پر اسّی کے قریب گہرے زخم تھے۔

انفرادی معاملات کے ضمن میں حضور نے بیان فرمایا کہ اس کے اُلٹ بھی بندے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں اور پھر اُن کو پُورا نہیں کرتے بلکہ توڑ دیتے ہیں۔

اِس ضمن میں حضورِ انور نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہؤا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! مَیں بہت غریب ہوں آپؐ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے رزق میں برکت ڈالے۔ اور جب خدا مجھے دے گا تو مَیں یہ کروں گا وہ کروں گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کے رزق میں برکت ڈالنے کی دعا کی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس دعا کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے

ادارِیہ

کیوں دل کو نہ ہو غم ۔ اے قائدِ اعظم!

ماہِ ظہور (اگست) کے جلو میں تا دمِ تحریر نہ جانے کتنی انقلابی تحاریک ظہور پذیر ہوئیں جنہوں نے خریطۂ عالم پر اپنے نقوش چھوڑے۔ انہی انقلابی تحاریک میں سے ایک تحریکِ پاکستان بھی تھی جس کو ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ظاہر میں تجسّم ملا اور کلمہ گو مسلمانوں کے دلوں میں آزادی کا تبسّم کھِلا۔ ایک کلمہ کے پلیٹ فارم پر قائدِ اعظم کی قیادت میں اکٹھے ہونے والے جمہور مسلمانوں کی محنتِ شاقہ اور عرق ریزی منجمد ہو کر حقیقت کا رُوپ دھار گئی۔ ان مجاہدین میں پُر وقار، انصاف پسند، حقیقت شناس، پیکرِ اخلاص و وفا اور مجسمۂ صدق و صفا ایک چھوٹی سی غریب جماعت کے جاں نثار بھی شامل تھے۔ ان کے گفتار و کردار میں ہم آہنگی اور یکسانیت تھی۔ ان کے اخلاص اور قربانی کا جذبہ بے لَوث تھا۔ ان کی سرشت میں حرص، لالچ، رشوت، فریب اور دھوکہ دہی کا خمیر نہ تھا۔ ان کے قلوب ہوسِ اقتدار کی بجائے خدمتِ وطن کے ولولہ سے آشنا تھے۔ انہوں نے اہلِ وطن سے گالیاں پائیں لیکن ان کی خدمت مستزاد ہوتی گئی، ان کو بے آبرو کر کے وطن سے نکالا گیا لیکن انہوں نے قوم، وطن اور ملک کی آبرو کو چار چاند لگائے، انہیں تعصّب کی بھینٹ چڑھا کر عُہدوں سے ہٹایا گیا تو بین الاقوامی عہدوں نے ان کے آگے بڑھ کر قدم لئے، ان پر قدغنیں لگائی گئیں، پابندیوں میں جکڑا گیا لیکن دستِ تقدیر نے سدا اُن کے لئے ترقی و غلبہ کی منازل کی نشان دہی کی۔ ان کو مٹانے کی کوشش کی گئی لیکن اے سرزمینِ وطن تیری خاک گواہ ہے کہ انہوں نے اپنے خون سے داستانِ وفا کو رنگین کیا۔

ان میں حضرت قائدِ اعظم کا مُنہ بولا بیٹا بھی تھا جسے ہر اہم امر کے لئے منتخب کیا جاتا اور جس کی قابلیت کی ایک دُنیا معترف ہے۔ پاکستان کا وہ مایۂ ناز فرزند پوری دُنیا میں واحد وجود تھا جو بیک وقت عالمی عدالت کے چیف جج اور جنرل اسمبلی کے صدر جیسے گرانقدر عہدوں پر فائز رہا۔ وہ جو پاکستان اور عرب ممالک کے مفاد اور آزادی کی خاطر اپنی خدا داد فراست کو شب و روز کام میں لاتا رہا اور اِس وجہ سے عربوں کے دلوں میں بستا تھا اور عربی جرائد و مجلّات میں جس کے بارہ میں "عالمِ اسلام کی بے بدل

اُس شخص کو بہت زیادہ مال و دولت عطا کیا اور اُس کو بکریاں عطا کیں۔ جب وہ بڑا مالدار ہو گیا تو ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نمائندہ اُس کے پاس گیا اور زکوٰۃ کا مطالبہ کیا تو وہ کہنے لگا کہ آجاتے ہیں زکوٰۃ لینے کے لئے۔ تمہیں یہ نہیں پتہ کہ ہم کس محنت سے کمائی کرتے ہیں۔ تو اُس صحابی نے جب یہ رپورٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ اس سے کبھی کوئی مال خدا کے نام پر نہیں لیا جائے گا۔ بڑی دیر کے بعد جب اس کو خیال آیا کہ یہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے معاف کر دیا جائے اور آئندہ سے میری طرف زکوٰۃ لینے کے لئے نمائندہ بھیجا جائے تو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ہرگز قیامت تک کوئی مال نہیں لیا جائے گا اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء نے بھی زکوٰۃ کے طور پر اس سے کوئی مال نہیں لیا حالانکہ وہ اس قدر زکوٰۃ لے کر آتا تھا کہ وہ ایک وادی کے دو پہاڑوں کے درمیان آجاتی تھی لیکن خلفاء نے اُسے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ وہ مال جو ہمارے آقا و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہیں کیا اُسے ہم بھی ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ تو اس میں حضور نے فرمایا عہد شکنی خواہ انفرادی ہو خواہ اجتماعی اس کے بڑے خطرناک نتائج نکلتے ہیں اور خدا عہدوں کو عظمت دلانے کے لئے خود بھی معاہدات کے نیچے آگیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ عہد شکنی کی عادت اتنی قابلِ نفرت عادت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بہت ہی ناپسند فرمایا ہے اور منافق کی تین علامتیں بتائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ وہ جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور عہد شکنی کرتا ہے۔ اِس ضمن میں حضور نے افریقہ کے ایک مقدمہ کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس کے بعد فرمایا کہ قرآن نے ہر عہد کے پورا کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور جماعت کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے بتایا کہ عہد کی پابندی ایک بنیاد کے طور پر کرنی ہوگی۔ اِس ضمن میں بڑی تفصیل کے ساتھ حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر روشنی ڈالی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے اُسوہ کو پیش فرمایا اور بتایا کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معاہدات کو پورا فرمایا کرتے تھے اور کبھی کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفا نہ کیا ہو۔

اور پھر اِسی ضمن میں حضور نے ذمیوں کے حقوق کو پیش کیا جو دینِ حق نے پیش کئے ہیں اور اِس ضمن میں حضرت عمرؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نمونہ کو پیش کیا۔

آخر میں حضور نے یہ بتایا کہ یہ مضمون بہت وسیع ہے۔ وقت کی کمی کے باعث میں آج کے دن اِس مضمون کو یہاں ہی ختم کرتا ہوں۔ اگلے جلسہ پر اللہ تعالیٰ نے زندگی اور صحت دی تو اِس مضمون کو بیان کروں گا اور اگر اس کی ضرورت جلدی محسوس ہوئی تو پھر خطبات میں بھی اس کو جاری کیا جا سکتا ہے۔

اِس کے بعد حضور نے بڑے پُر حکمت اور شیریں الفاظ میں احباب کو دعا کی طرف متوجہ فرمایا اور تمام ضرورت مندوں کے لئے حضور نے دعا کی تحریک کی اور اِس دعا کی تحریک میں خاص طور پر کارکنانِ جلسہ کے لئے دعا کرنے کی تحریک فرمائی اور اس ضمن میں حضور نے افسر جلسہ سالانہ مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب کا بھی خاص طور پر ذکر کیا اور بتایا کہ جب میں آیا تھا تو ان کو دل کی تکلیف تھی اور ڈاکٹر کہتے تھے کہ یہ آج مرے یا کل مرے۔ یہ خدا کے دین کی خدمت میں بڑے مخلص ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص کی وجہ سے ان کی زندگی میں برکت ڈال دی ہے اِس لئے اِن کے لئے بھی خاص طور پر دعا کرنی چاہیئے اور ہمارا اوڑھنا اور بچھونا دعا ہونا چاہیئے۔ آپ دعائیں کرتے ہوئے آئے تھے اِس لئے دعائیں کرتے ہوئے ہی رخصت ہوں۔ سوتے ہوئے بھی دعائیں کریں جاگتے ہوئے بھی دعائیں کریں۔ دعا کے بغیر حسین صورتوں جیسے چہرے بنانے کی توفیق نہیں ملتی اِس لئے جو مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے نمونوں کا ذکر کیا ہے ان نمونوں کو اپنانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں۔

دینِ حق کی تعلیم جو ہے بڑی حسین ہے بڑی دلکش ہے لیکن اس پر عمل کرنا ہے بڑا مشکل۔ کیونکہ اس پر انسان اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر عمل نہیں کر سکتا اِس لئے اِس کے لئے دعا کی بہت ضرورت ہے اور آپ کا آخری قدم خدا کی جانب ہے اِس لئے جب تک وہ خدا توفیق نہ دے اس وقت تک خدا تعالیٰ کی طرف انسان کا قدم نہیں بڑھ سکتا۔ اِس لئے دعائیں کریں اور دعائیں کریں۔

اِس کے بعد حضور نے فرمایا کہ دعا سے پہلے حسبِ روایت میرا کلام جو ہے وہ پیش کیا جائے گا جو جرمنی کے دوست الیاس صاحب پیش کریں گے۔ اور اِس سے پہلے ابراہیم ابو نائب جو عرب دوست ہیں اور کینیڈا سے آتے ہیں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مدح میں جو عربی قصیدہ لکھا تھا وہ پڑھ کر سنایا گیا۔

اداریہ ——— بقیہ صہ ۶

آج کے صوفیاء بھی فقر چھوڑ کے کوٹھیوں، کاروں اور جلوسوں اور عہدوں کو پسند کرنے لگے ہیں۔ یونی نیسٹ پارٹی کے دورِ اقتدار میں اقبالؒ نے لکھا تھا ؎

باقی کلمہ فقر سے تھا ولولہ حق ÷ طرّوں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار

اب طرّوں کی جگہ قراقلی ٹوپیوں نے لی ہے ؎

شیرازہ ہوا اُمّتِ مرحوم کا ابتر ÷ اب تُو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے

اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ ÷ آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

علماء کا "مدرسہ بلند بانگ" "بزم فسردہ آتشاں" بن کے رہ گیا ہے اور صوفیاء کا میکدہ، تہی سبو ہو چکا ہے دوسری طرف بد دیانتی، رشوت اور ظلم کا طوفان بھیانک صورت اختیار کر رہا ہے، بداخلاقی اور لاپروائی کا شجرِ خبیثہ پھیلتا جا رہا ہے۔ اس کے کانٹے دار جھاڑیاں گھروں کے اندر گھستی چلی جا رہی ہیں اور اس کا کڑوا پھل ہر ایک کی زندگی کو تلخ بنا رہا ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۶ مارچ ۱۹۸۷ء صہ ۳)

اے سرزمینِ وطن! تیرا جشنِ آزادی کیسے گھمبیر اور مہیب حالات میں منایا جا رہا ہے کہ تُو خود کئی قسم کی بُرائیوں کی غلام اور آماجگاہ بن چکی ہے۔ ہر طرف سے صاحبِ سیرت و کردار کی یہی پکار ہے کہ اِس لُوٹ مار، رشوت، سمگلنگ اور ہوسِ اقتدار کے دور میں وطن کے تقدّس، علویّت اور افتخار کا تقاضا یہ ہے کہ حرص و آز کے شکار لوگوں کی بجائے بے لَوث خدمتگار ہی اِس خاک کو اکسیر بنا سکتے ہیں۔ وطن کی تقدیر پلٹ سکتے ہیں۔ اور جس جماعت کو جائز حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے پھر بھی تیری وفاداریوں کی مالا سجائے رکھتے ہیں ان سے زیادہ بے لَوث ہونے کا دعویدار اَور کون ہو سکتا ہے۔

کاش تیرے باسی اِس حقیقت سے آشنا ہوں

ماھنامہ انصاراللہ کے چندہ کی بروقت تجدید نہ بھولئے

(مینجر ماہنامہ انصاراللہ)

لاڈ کر، دے انہیں لوریاں دِلبرا

تازہ منظوم کلام امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب

جو جماعتِ احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء کے آخری روز پڑھا گیا

آئے وہ دن کہ ہم جن کی چاہت میں گنتے تھے دن اپنی تسکینِ جاں کے لئے
پھر وہ چہرے ہویدا ہوئے جن کی یادیں قیامت تھیں قلبِ تپاں کے لئے

جن کے اخلاص اور پیار کی ہر ادا، بے نفس، بے ریا، دِلنشیں، دِلربا
بے صدا جن کی آنکھوں کا کرب و بلا، کربلا ہے دلِ عاشقاں کے لئے

پیار کے پھول دِل میں سجائے ہوئے، نورِ ایماں کی شمعیں اٹھائے ہوئے
قافلے دُور دیسوں سے آئے ہوئے، غمزدہ اِک بدیسں آشیاں کے لئے

دیر کے بعد اے دُور کی راہ سے، آنے والو! تمہارے قدم کیوں نہ لیں
میری ترسی نگاہیں کہ تھیں منتظر، اِک زمانے سے اِس کارواں کے لئے

پھول تم پر فرشتے نچھاور کریں، اور کشادہ ترقی کی راہیں کریں
آرزوئیں مِری جو دعائیں کریں، رنگ لائیں مِرے میہماں کے لئے

میرے آنسو تمہیں دیں رمِ زندگی، دُور تم سے کریں ہر غمِ زندگی
میہماں کو ملے جو دمِ زندگی، تو ہے امرت وہی میزباں کے لئے

نور کی شاہراہوں پہ آگے بڑھو، سال کے فاصلے لمحوں میں طے کرو
خوں بڑھے میرا تم جو ترقی کرو، قرۃ العین ہو سارباں کے لئے

تم چلے آئے مَیں نے جو آواز دی ، تم کو مَولا نے توفیقِ پرواز دی
پَر کریں ، پَرشکستہ جو پیچھے پڑے رہ گئے چشمکِ دشمناں کے لئے

میری ایسی بھی ہے ایک رُودادِ غم ، دِل کے پَردے پہ ہے خون سے جو رقم
دِل میں وہ بھی ہے اِک گوشۂ محترم ، وقف ہے جو غمِ دوستاں کے لئے

یاد آئی جب ان کی گھٹا کی طرح ، ذکر ان کا چلا نَم ہَوا کی طرح
بجلیاں دِل پہ کڑکیں بَلا کی طرح ، رُت بنی خوب آہ و فغاں کے لئے

پھر افق تا افق ایک قوسِ قزح ، رنگ اور نور کا طلسمِ دِلربا
ان کی سیرت کے پَیکر کی انگڑائی بن کر سجیں زینتیں آسماں کے لئے

ہر تصوّر سے تصویر اُبھرنے لگی ، نامِ بن کر زباں پر اُترنے لگی
ذکر کی ہر پَری ایسی پیاری لگی ، نطق نے میرے بوسے زباں کے لئے

ان کی چاہت مِرا مدعا بن گیا ، میرا پیار ان کی خاطر دعا بن گیا
بخدا ان کا ساتھی خُدا بن گیا ، وہ بنائے گئے آسماں کے لئے

حبس کیسا ہے میرے وطن میں جہاں ، پا بہ زنجیر ہیں ساری آزادیاں
ہے فقط ایک رستہ جو آزاد ہے ، یورشِ سیلِ اشکِ رَواں کے لئے

ایسے طائر بھی ہیں جو کہ خود اپنے ہی ، آشیانے کے تنکوں میں محصور ہیں
ان کی بگڑی بنا میرے مشکل کُشا ، چارہ کر کچھ غمِ بیکساں کے لئے

بن کے تسکین خود ان کے پہلو میں آ ، لاڈ کر ، دے انہیں لوریاں دِلبرا
دُور کر ہر بَلا یا بتا کتنے دِن ، اور ہیں صبر کے امتحاں کے لئے

نوٹ : چونکہ یہ نظم بذریعہ ٹیلیفون موصول ہوئی ہے اِس لئے اس میں الفاظ کی کمی بیشی کا احتمال ہے۔

بین الاقوامی شخصیت"، "عظیم مجاہد"، "راسخ العقیدہ مسلمان"، "تمام عالمِ اسلامی کا خلاصہ"، "چوہدری ظفراللہ خان کا نام ہمیشہ آبِ زر سے لکھا جائے گا"، "محبوب کہ نوزائیدہ بچوں کے نام نیک تفاؤل کے طور پر ان کے نام پر رکھنا"، "چوہدری محمد ظفراللہ خان پر سلام" جیسے تعریفی کلمات استعمال کئے گئے اور یہ تو مُشتے از خروارے کے طور پر ہے۔

ان میں پاکستان کا وہ مایہ ناز سپوت بھی تھا جس نے سائنسی میدان میں حیرت انگیز انکشافات کا اضافہ کیا۔ یہی وہ پہلا پاکستانی اور عربی جرائد (الکویت، العربی) کے مطابق پہلا "مسلمان سائنسدان" ہے جس نے نوبل انعام حاصل کرنے کا اعزاز پایا اور اِس طرح پاکستان کے نام کو روشن کیا اور مزید برآں اہلِ وطن کی بے قدری اور دشنام طرازی کے باوجود حُبّ الوطنی کے جذبہ سے سرشار اِس عظیم ہستی نے اپنے نوبل انعام کی ساری رقم پاکستان کے لئے وقف کر دی۔

ان میں پاکستان کے وہ جیالے اور بہادر بھی تھے جن کے نام سے دشمنِ وطن کانپ جاتے تھے۔ جس محاذِ جنگ پر گئے کامیابی نے ان کے قدم چُومے اور جہاں سے دھوکہ دہی سے انہیں ہٹایا گیا وہاں فتح شکست میں تبدیل ہو گئی۔ گویا ان کے قدموں کے ساتھ کامیابی کے تار اُلجھے ہوئے تھے۔

یہی وہ وجود ہیں جو پاکستان کی شناخت تھے۔ پاکستان کی آن تھے اور پاکستان کا فخر تھے۔

اے مقدّس سرزمینِ وطن! یہ ہیں اخلاص و وفا کے پیکر جن کو اِس زمین میں ہر لحاظ سے تنگ کیا جا رہا ہے لیکن وہ تیری شادابی میں اضافہ کر رہے ہیں —— جن کو حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے لیکن وہ تیری خاک کو اکتحالِ عین بنا رہے ہیں —— جن کو قتل کیا جا رہا ہے، جن کے متاع و اموال لُوٹے جا رہے ہیں لیکن وہ تیرے تقدّس کے صدقے اپنے جان و مال نچھاور کر رہے ہیں، جن کو تیری رعنائیوں سے لطف اندوز ہونے سے روکا جا رہا ہے لیکن وہ محرومی کا شکار ہوتے ہوئے بھی تیری تابانیوں میں اضافہ کر رہے ہیں، جن کو بے وطن و بے آبرو کیا جا رہا ہے لیکن وہ تیرے لئے ایسے درد بھرے جذبات رکھتے ہیں کہ "دشمن جو تیر وطن کی طرف پھینکے گا احمدی سب سے پہلے اسے اپنے سینہ پر لے گا۔"

کمال اخلاص اور فدائیت کی شان اور طرۂ امتیاز بھی یہی ہے کہ اُس وقت دَم بھرے جب ظلم کی چکّی میں پیسا جا رہا ہو۔ حقوق سے محروم کیا جا رہا ہو۔ فوائد اُٹھانے سے روکا جا رہا ہو اور وطن کی رعنائیوں سے دُور پھینکا جا رہا ہو۔ ایسے وقت میں جو دَم بھرتا ہے وہ مخلص ہے، اس کا جذبہ سچّا ہے، اس کی وفاداری بے عیب ہے، اس کی محبت بے لوث ہے۔

لیکن اے مقدّس وطن ان کے جذبوں کی قدر نہیں کی گئی۔ جس مقصد کی خاطر پاکستان معرضِ وجود

میں آیا اس کو نظر انداز کر دیا گیا اور تیری محبت کا دم بھرنے والے اب وہ قرار پائے جو تیری ہی خاک چاٹ رہے ہیں۔ چنانچہ بمطابق اداریہ 'نوائے وقت' لاہور ۳۰ جون ۱۹۸۷ء:

"کچھ عرصہ سے قومی سطح پر ایسے لوگوں کو اعزاز و احترام کا مستحق قرار دیا جا رہا ہے جو گذشتہ چالیس سال سے نظریۂ پاکستان کی مخالفت اور ایک قوم کی بجائے چار پانچ قومیتوں کے پرچار میں مصروف ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ یہ تضاد عوام کو کھاتا ہے اور وہ پاکستان میں ایک قوم کے تصوّر کو اجاگر کرنے کی حکومتی کوششوں کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔"

اے وطن! تیرے تقدّس کو پامال کرنے کا ہر ذریعہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ تحقیقاتی کمیشن زیرِ صدارت جناب سردار زادہ محمد علی شاہ کی رپورٹ کے مطابق ہر شعبہ میں اربوں روپے کی مالیت پر ہاتھ صاف کئے گئے ہیں اور ہر ایک کو جہاں موقع ملتا ہے تیری مقدس خاک کی خاک اڑاتا ہے۔ چنانچہ رئیس امروہوی ایک نظم بعنوان "اے قائدِ اعظم" میں لکھتے ہیں :-

اکثر کو یہ حسرت ہے کہ بن جائیں الاٹی — اکثر نے قبا جسم پہ خدمت کی ہے ڈالی
اکثر نے قیادت کی بہت خاک ہے چاٹی — اکثر نے فقط جیب غریبوں کی ہے کاٹی
ملت تو ہے پامال اور یہ ہیں خوش اقبال — چل چل کے نئی چال سب کچھ ہیں بہرحال

اور کچھ بھی نہیں ہم
اے قائدِ اعظم!

پڑھتے ہیں تیرے نام کا جو لوگ وظیفہ — اپنے کو سمجھ بیٹھے ہیں تیرا جو خلیفہ
وہ خود بھی لطیف ان کی قیادت بھی لطیفہ — کیا کہئیے کہ کیا ان کی ہیں عاداتِ شریفہ
سیرت بھی ہے پرہول صورت بھی ہے بے ڈول — دیکھے جو ابوالہول پڑھنے لگے لاحول

کیا عرض کریں ہم
اے قائدِ اعظم!

ان جیب تراشوں کا یہی اب ہے طریقہ — ہر طرح سے کر دیجئے ملت کا عقیقہ
بس ہو تو اٹھا کر نہ رکھیں کوئی دقیقہ — آتا ہے فقط قوم فروشی کا سلیقہ
بے ہمت و مغرور، بے غیرت و مسرور — خدمت سے بہت دور یہ طرز یہ دستور

کیوں دل کو نہ ہو غم
اے قائدِ اعظم!

اِسی خطرہ کو بھانپتے ہوئے قائدِ اعظم نے ۲۴۔ اپریل ۱۹۴۳ء کو دِلّی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک اجلاس میں فرمایا تھا :۔

"یہاں مَیں ان جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو انتباہ کرنا چاہتا ہوں جو اِس نظام کے بل بوتے پر پلتے رہے ہیں جو اتنا زہرناک اور فساد انگیز ہے کہ اس نے انہیں اس قدر ہوس پرست بنا دیا ہے کہ ان سے کوئی معقول بات نہیں کی جاسکتی۔ ان لوگوں نے درسِ اسلام کلیتہً فراموش کر دیا ہے۔ عوام کا اِستحصال ان کے خون کا حصّہ بن گیا ہے۔"

چنانچہ وہی ہوُا۔ پروفیسر محمد عثمان "عزّت، آزادی اور انصاف" کے عنوان کے تحت رقمطراز ہیں :۔

"ہمارے معاشرے میں انسانی عزّت و وقار کا کوئی تصوّر ہی نہیں رہا فقط دولت اور اقتدار کی پذیرائی ہے فقط دولت اور طاقت کا راج ہے۔ کوئی شخص کتنا ہی بدکردار، کتنا ہی ظالم اور اپنے اندرون کے لحاظ سے کتنا ہی تاریک اور بھیانک ہو اگر وہ دولت مند ہے اور ظاہر ہے کہ دولت مند ہے تو طاقت ور بھی ہوگا۔ اس کی آبرو ہوگی اس کی آؤ بھگت ہوگی۔ اس کا سواگت ہوگا۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸۔ اپریل ۱۹۸۷ء صہ)

پروفیسر سیّد ریاض حسین زیدی "پارلیمنٹ کا حقِ اجتہاد" کے عنوان کے تحت عوامی استحصال کے ضمن میں ہی لکھتے ہیں :۔

"اس کی واضح مثال پاکستان ہے۔ یہاں انتخابات میں ہمیشہ وہ طبقہ سربرآوردہ ہوُا جو دولت مندی، حشمت اور ظاہری کرّوفر کا حامل تھا۔ انتخابات جیتنے کے لئے کرنسی نوٹوں کی بارشیں ہوئیں۔ دولت کے دریا بہائے گئے اور لوگوں کا ضمیر جیتنے کے لئے دھن دھونس کا خوب چرچا ہوُا۔ چند مستثنیات کو چھوڑ کر اسمبلیوں میں زیادہ تر ایسے نمائندگان داخل ہوئے جن کا عِلمی عدود اربعہ نہایت ناقابلِ رشک تھا۔ یہ لوگ دانش و حکمت اور قانون و ضوابطِ حکومت کا کوئی احساس نہیں رکھتے تھے۔ ان میں سے بیشتر نے چڑھتے سورج کی پُوجا کی جسے اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان دیکھا اس کی ہاں میں ہاں ملائی اور اپنی وفاداری کی دکان ان کے قدموں پر سجائی۔ یہ بھی مشاہدہ ہوُا کہ راتوں رات ضمیر فروخت ہوئے اور بڑے بڑے اکابرِ سیاست نے صاحبانِ اقتدار کا اشارہ پاکر اپنی جماعتی وابستگی کا بندھن نہایت ڈھٹائی سے توڑ دیا۔ 'گونگا' بہرہ، بے حِس اور بے علم ہوکر محض ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کی تصویر بننے والے سے کسی مثبت اقدام کی توقع پرلے درجے کی کور ذوقی ہے۔" (نوائے وقت لاہور ۳۰ جون ۱۹۸۷ء صہ)

مثنوی میں ایک کہاوت آتی ہے کہ باغ کی حفاظت مالک پر سب سے پہلے واجب ہوتی ہے۔ اگر وہ ایک پھل توڑے گا تو اس کے حواری سارا باغ اجاڑ کے رکھ دیں گے۔ چنانچہ جناب ڈاکٹر محمد باقر نے "اقتصادِ پاکستان۔ عوام کا استحصال" کے عنوان کے تحت منظور شدہ بجٹ کا ایک خاکہ پیش کیا ہے جس میں غریب عوام کے اعداد و شمار دے کر صدرِ پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کے اخراجات بالترتیب چھ کروڑ چھیاسٹھ لاکھ سینتالیس ہزار روپے اور چار کروڑ چھیانوے لاکھ چودہ ہزار روپے بیان کئے گئے ہیں اور پھر حضرت عمرؓ کا کردار بیان کر کے یہ لکھتے ہیں :-

"سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام کی یہی تعلیم ہے جس پر مملکتِ اسلامیہ میں عمل ہو رہا ہے"۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲ جون ۱۹۸۷ء صہ ۳)

اے مقدس سرزمین! تیری عزت کو سب دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ اسلام کا نام لے کر دھوکہ، فریب دہی اور لوٹ مار سے ہاتھ رنگ رہے ہیں۔ دُنیا دار تو کیا مذہبی پیشوائیت بھی اس حمام میں ننگی ہے۔ چنانچہ طلوعِ اسلام لاہور اپنی اشاعت اگست ۱۹۸۷ء کے صہ ۵۲ پر لکھتا ہے :-

"مگر مذہبی پیشوائیت کے داعی کب باز آنے والے تھے۔ چنانچہ جو تحریکِ پاکستان کی مخالفت میں پیش پیش تھے وہ اب اسقفی لیبل کی آڑ میں عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان بنانے میں ان کا بدرجہ اتم عمل دخل رہا ہے اس لئے پاکستان کے اندر سابقہ حکومتیں جو اسلام کا نظام نافذ نہیں کر سکیں اب وہ لوگ ایسا کریں گے..... اگر خدانخواستہ ایسے مذہبی پیشواؤں کا نظام قائم ہو گیا تو ہر وہ شخص جو ان کے نظریہ کے مطابق مسلمان نہیں وہ مرتد قرار دے دیا جائے گا اور تختۂ دار پر لٹکا دیا جائے گا..... یہ لوگ ہر محاذ پر ہمیشہ مات کھاتے رہے۔ لیکن ؎

بدل کے بھیس زمانے میں پھر سے آتے ہیں ✣ اگرچہ پیر ہیں آدم جواں ہیں لات و منات

اب ان مذہبی جماعتوں نے شریعت بل کی آڑ میں پاکستان کے اندر یلغار کر رکھی ہے تاکہ اس راستے سے پاکستان میں مذہبی پیشوائیت کی بالادستی اور عملداری قائم ہو جائے"۔

اسی طرح میاں عبدالرشید صاحب نورِ بصیرت میں لکھتے ہیں :-

"لیکن ان ممالک میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور بالخصوص پاکستان میں یہ افسوسناک صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے کہ علماء کے ساتھ صوفیاء بھی نہ صرف حکمرانوں سے روابط بڑھانے لگ گئے ہیں بلکہ مال و اقتدار کے حصول کی دوڑ میں بھی شریک ہو گئے ہیں۔

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعتِ احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶۔جون ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے الٰہی جماعتوں پر جو ابتلاء آتے ہیں ان کا فلسفہ حضرت اقدس بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کلام کی روشنی میں بڑے ہی عارفانہ رنگ میں بیان فرمایا۔

حضور نے بتایا کہ ابتلاء کا یہ عظیم الشان دَور جو اس وقت جماعتِ احمدیہ کو نصیب ہے اس دَور میں مقابلہ کے لئے خدا تعالیٰ نے جو ہمیں ہتھیار عطا فرمائے ہیں ان میں سب سے اوّل دعا ہے اور ان کے بعد جو متعدد ہتھیار خدا تعالیٰ نے ہمیں دئے اور قرآن کریم نے اور سُنّت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے استعمال کے اسلوب بھی سکھائے اُن میں صبر، تقویٰ اور توکّل کو ایک خاص مقام حاصل ہے اور ان کا مضمون ایک دوسرے سے ملتا جُلتا ہے اور ایک دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔

فرمایا: توکّل کے بغیر دُنیا کی کوئی بھی عظیم جنگ خواہ وہ مذہبی ہو یا دُنیوی جیتی نہیں جاسکتی۔ توکّل دُنیا کی اصطلاح میں اپنے مقصد پر یقین کی وجہ سے اور مذہبی اصطلاح میں اپنے خدا پر کامل ایمان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور صرف کامل ایمان ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے سابقہ سلوک پر نظر کر کے توکّل کو تازہ غذا ملتی رہتی ہے۔ دُنیا کے توکّل کی کوئی عقلی بنیاد نہیں محض وطنیّت کے ساتھ گہرا تعلق ہی ان کے اندر توکّل پیدا کرنے کا ذریعہ ہے لیکن کوئی ایسا قطعی اور تاریخی مشاہدہ نہیں ہوتا کہ ہمیشہ وہی فتحیاب ہوں گے لیکن مذہبی دُنیا میں جو توکّل ہے وہ خدا کی بہت ہی قدیم سُنّت پر مبنی ہوتا ہے کہ خدا اپنے پرستاروں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا اور کبھی مغلوب نہیں رہنے دیتا یہ وہ مرکزی سرچشمہ ہے جہاں توکّل اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔

فرمایا: توکّل صبر کو تقویت دیتا ہے۔ صبر کے ایک کنارے پر توکّل ہے اور ایک کنارے پر تقویٰ ہے جو صبر کو تقویت دیتے ہیں اور ان دونوں بازوؤں کے مضبوط ہونے کے نتیجہ میں صبر